مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

شہادت ۱۳۴۹ ہش

اپریل ۱۹۷۰ء

"خاتم الانبیاء زندہ باد۔ انسانیت زندہ باد"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ امان ۱۳۴۹ ہش میں فرمایا۔

"حقیقی معنی میں اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی **"خاتم الانبیاء زندہ باد"** کا نعرہ لگا سکتا ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔۔۔۔ ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی، ہماری روح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرہ ذرہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ:

"خاتم الانبیاء زندہ باد۔ ختم المرسلین زندہ باد"

"ہم جو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام اور آپ کے مقام کو پہچاننے والے اور اس مقام کے نتیجہ میں انسانیت پر آپ نے جو احسان کیا ہے اسکے عرفان کی وجہ سے ہم اس بات کے سزاوار ہیں۔ کہ انسان کو مخاطب کر کے یہ نعرہ لگائیں کہ: **"انسانیت زندہ باد"**

مدیر اعلیٰ : محمد اسلم شاد (ایم اے)
قیمت سالانہ : چھ روپے
مدیر : منصور احمد عمر (شاہد)
قیمت فی پرچہ : ۶۰ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(ارشاد المصلح الموعودؓ)

"تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں"
(الہام المسیح الموعودؑ)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۶ — شہادت ۱۳۴۹ھش، محرم، صفر ۱۳۹۰ھ، اپریل ۱۹۷۰ء — شمارہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ:- محمد اسلم شاد (ایم۔ اے)

مدیر:- منصور احمد عمر (شاہد)

—— نائبین ——

صالح محمد خان (شاہد)، ملک کریم الدین۔

انعام الحق کوثر۔ مرزا ظفر احمد

قیمت سالانہ:- چھ روپے ☆ قیمت فی پرچہ ۶۰ پیسے

(محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا۔)

ترتیب

اداریہ

قلمی جہاد میں حصہ لیں!

خدا تعالیٰ نے شیطان کو قرآن کریم میں "رجیم" قرار دیا ہے۔ رجیم بوزن فعیل فاعل اور مفعول دونوں معنی میں آتا ہے۔ رجم کے معنے حملہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ گویا اس میں یہ پیشگوئی مضمر تھی کہ شیطان اسلام پر حملے کریگا لیکن پھر اسلام شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد کریگا اور ایسا حملہ کریگا کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ ابتدائے اسلام میں شیطان نے اسلام پر شدید حملے کئے لیکن اسلام کی طرف سے برابر مدافعت ہوتی رہی اور مومنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہونے کی وجہ سے شیطانی حملوں سے محفوظ رہے یہاں تک کہ شیطان تھک ہار کر بیٹھ گیا اور اسلام کی فتح ہوئی۔

چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور انکی روحانی فوج کا طاغوتی طاقتوں پر بھرپور حملہ کرنا مقدر تھا اسلئے شیطان نے پہلے سے ہی ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے جبکہ اسلام کے خلاف اس نے اکثر انسانوں کے دلوں میں پہلے سے ہی غلط عقائد، بُرے خیالات اور نفرت کا بیج بو دیا لیکن جیسا کہ مقدر تھا حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ السلام نے آتے ہی شیطان کے خلاف قلمی جہاد شروع کر دیا۔ آپ کے انصار آپ کے دوش بدوش اس جنگ میں شریک ہوئے۔ چنانچہ آج شیطان کی تمام قوتیں سلب ہو چکی ہیں اور اس کا زور ٹوٹ گیا ہے اور آج وہ میدان چھوڑ رہا ہے اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی قوتیں جمع کر کے یکبارگی اس پر حملہ کر دیں یہاں تک کہ وہ نیست ونابود ہو جائے۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے جبکہ ہمارے تمام نوجوان حضرت سلطان القلم کی فوج میں شامل ہوں اور دوسروں کو بھی تیار کریں۔ اسی مقصد کیلئے ماہنامہ "خالد" کا اجراء کیا گیا ہے۔ پس چونکہ ماہنامہ "خالد" کا اجراء بھی نوجوانوں کے لئے قلمی جہاد کا میدان مہیا کرنے کے لئے کیا گیا ہے خدام کو چاہیئے کہ وہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں اور بڑی مستعدی اور پورے ذوق وشوق کے ساتھ میدانِ عمل میں نکلیں اور قلمی جوہر دکھلائیں۔ اس بارے میں سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ مَیں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اسلئے ہر ایک کو چاہیئے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کردے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹۶)

اسلام کی راہ میں قلمی معاونت کی یُوں قدر فرماتے ہیں :-

"اگر کوئی تائیدِ دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دیدے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں اِس جہاد میں بھرپُور حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین + (ا۔ح۔ک۔)

الوداعی تقاریب

مکرم پروفیسر رفیق احمد صاحب ثاقب نائیجیریا میں سیکنڈری سکول کے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے ۱۲ رامان ۱۳۴۹ ہش کو مرکز سے تشریف لے گئے ہیں۔ مرکز میں آپ نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مہتمم اشاعت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کی روانگی سے قبل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ مقامی نے آپ کے اعزاز میں الوداعی تقاریب کا اہتمام کیا۔ ان ہر دو تقاریب میں صدارت کے فرائض محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سرانجام دیئے۔ مجلس نے آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات پر خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے آپ کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کو بیش از پیش خدماتِ دینیہ کی توفیق بخشے۔ آمین +

سنداتِ خصوصی

ایسی مجالس جن کے سَو فیصدی خدام نے قرآن کریم ناظرہ سیکھ لیا ہو اُن مجالس کو سالانہ اجتماع پر سنداتِ خصوصی دی جائیں گی۔ اسی طرح جن مجالس کے سَو فیصد خدام نماز باترجمہ جانتے ہوں گے ان کو بھی سندات دی جائیں گی۔ جو مجالس اِس معیار پر پُوری اُتریں وہ مرکز کو آگاہ فرمائیں۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مَعَارِفُ الْقُرآن

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔

تشریح۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا۔ وہ لوگ جو ہماری محبت میں محو ہو کر ہمارے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں اور ہمارے دروازے پر ہر وقت گرے رہتے ہیں لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ہمارا سلوک اُن سے یہ ہوتا ہے کہ ہم انہیں یکے بعد دیگرے کامیابی اور عروج کے غیر متناہی راستوں کی طرف بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ گویا دشمن تو چاہتا ہے کہ ان پر ہر قسم کی ترقیات کے دروازے بند کر دے مگر خدا تعالیٰ کا سلوک اُن سے یہ ہوتا ہے کہ دشمن اگر ایک دروازہ بند کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُن کے سَو دروازے کھول دیتا ہے۔ اور اس طرح نہ صرف انہیں اپنے دنیوی مقاصد میں کامیابی ہوتی ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب میں بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اُن کا ہر قدم انہیں زیادہ سے زیادہ خدائی برکات اور انوار کا مورد بنا دیتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ایک ایسا امید افزا پیغام دیا ہے جو اُن کے مُردہ قلوب میں بھی زندگی کی لہر پیدا کرنے والا اور انہیں فرش سے اُٹھا کر عرش تک پہنچا دینے والا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بہت سی ناکامیاں اس مایوسی کی وجہ سے ہوتی ہیں کہ انسان سمجھتا ہے میرے لئے اب ترقی کا کوئی امکان نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بات غلط ہے جو لوگ ہماری محبت اور ہمارے وصال کے حصول کے لئے جد و جہد کرتے ہیں انہیں، ہم متواتر اُن راستوں کا پتہ بتاتے چلے جاتے ہیں جو ہم تک پہنچنے والے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ یہ جد و جہد اپنے خود ساختہ معیاروں کے مطابق نہ ہو بلکہ ہمارے بتائے ہوئے اصول کے مطابق ہو جس پر فِيْنَا کے الفاظ دلالت کرتے ہیں۔"

"..... وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جیسے ایک محبت کرنے والی ماں اپنے بچے کی آواز پر دوڑتی ہے اُسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے بندے کی محبت کا جواب محبت سے دینے کے لئے دوڑتا ہے اور اگر ان محبت کے تعلقات میں

کبھی کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو بندے کی طرف سے ہوتی ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ ایک محبت کرنیوالی ماں سے بھی بڑھ کر چاہتا ہے کہ اپنے بندوں سے پیار کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندوں سے محبت کا سلوک کرے اور وہ چاہتا ہے کہ اپنے بندے کو محبت بھری گود میں اُٹھا کر اُسے تسلی دے۔ لیکن انسان، وہ انسان جو مصائب میں مبتلا ہوتا ہے، وہ انسان جو آلام کے بوجھ تلے دبا ہوتا ہے، وہ انسان جو ہر وقت محتاج ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُس کی مدد کرے اور اُسے ان مصائب و آلام سے نجات بخشے اور وہ انسان جو ہر وقت محتاج ہوتا ہے اِس بات کا کہ کوئی اُس کا سہارا بنے اور اسے تسلی دے وہ محتاج اور کمزور انسان مستغنی بنا رہتا ہے مگر وہ مستغنی خدا عرش پر بیٹھا رہتا ہے اِس بات کے لئے کہ اُس کا بندہ اُس کی طرف آئے اور وہ اُسے اپنے قرب میں جگہ دے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۳۸۲ - ۳۸۵)

درس الحدیث

سات امور

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِی وَرَدِّ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ اَوْ قَالَ حَلْقَۃِ الذَّھَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَالسُّنْدُسِ وَالْمَیَاثِرِ۔ (مسلم)

ترجمہ:- حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات امور کرنے کا حکم دیا اور سات امور سے منع فرمایا۔ ہمیں بیمار کی تیمارداری کرنے کا، جنازہ کے ساتھ جانے کا، چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دینے کا (چھینک مارنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے گا اور سننے والا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے گا) کوئی بلائے تو اُس کی دعوت قبول کرنے کا اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کا جواب دینے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا اور ہر قسم کو پورا کرنے کا حکم دیا۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع فرمایا سونے کی انگوٹھی یا سونے کا حلقہ پہننے سے، ریشم کے پہننے سے، دیباج کے پہننے سے، باریک ریشم کے پہننے سے اور ریشمی زین کے استعمال سے۔

ملفوظات

تدبیر اور دُعا ہر دو سے کام لو!

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"بڑا سعید وہ ہے جو اوّل اپنے عیوب دیکھے۔ ان کا پتہ اُس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے۔ یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اُسے پاک نہ کرے۔ جب تک اتنی دعا نہ کرے کہ مر جاوے تب تک سچا تقویٰ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے لئے دعا سے فضل طلب کرنا چاہیئے۔ اب سوال ہو سکتا ہے کہ اُسے کیسے طلب کرنا چاہیئے؟ تو اس کے لئے تدبیر سے کام لینا ضروری ہے۔ جیسے ایک کھڑکی سے اگر بدبُو آتی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اس کھڑکی کو بند کرے یا بدبُودار شئے کو اُٹھا کر دُور پھینک دے۔ پس کوئی اگر تقویٰ چاہتا ہے اور اسکے لئے تدبیر سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی گستاخ ہے کہ خدا کے عطا کردہ قویٰ کو بیکار چھوڑتا ہے۔ ہر ایک عطاءِ الٰہی کو اپنے محل پر صرف کرنا، اس کا نام تدبیر ہے جو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ ہاں جو نری تدبیر پر بھروسہ کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے اور اسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں یورپ ہے۔ تدبیر اور دُعا دونوں کا پُورا حق ادا کرنا چاہیئے۔ تدبیر کر کے سوچے اور غور کرے کہ میں کیا شئے ہوں۔ فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی جب تک آنسو نہ بہیں۔ سانپ کے زہر کی طرح انسان میں زہر ہے اس کا تریاق دُعا ہے جس کے ذریعہ سے آسمان سے چشمہ جاری ہوتا ہے۔ جو دُعا سے غافل ہے وہ مارا گیا۔ ایک دن اور رات جس کی دُعا سے خالی ہیں وہ شیطان سے قریب ہوا۔ ہر روز دیکھنا چاہیئے کہ جو حق دُعاؤں کا تھا وہ ادا کیا ہے کہ نہیں۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۶۹-۱۷۱)

کلام الامام

قرآن کریم کو اس نیّت اور عزم سے سیکھنا چاہیئے کہ

ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنا ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

" قرآن کریم دراصل پوری اور مکمل کتاب ہے۔ دیگر مذہبی کتابیں جو ہیں وہ تو اس کی تفسیر ہیں۔ نیز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر قول جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ قرآن کریم کی تفسیر تھا کیونکہ آپ نے قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگی گزاری تھی اور آپ کی زندگی کا ہر پہلو قرآن کریم کی تعلیم کا ایک پہلو ہے۔ ہم قرآن کریم کو اسلئے پڑھتے ہیں کہ یہ ایک مکمل ہدایت نامہ ہے، مکمل شریعت ہے۔ اور عمل کرنے والی کتاب ہے۔ خالی پڑھنے اور پھر سو جانے والی کتاب نہیں۔ اس کو اس نیت اور عزم سے سیکھنا چاہیئے کہ ہمیں اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنا ہے۔ قرآن کریم نے اصولی طور پر تعلیم دی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعض حصوں کی تفسیر کی ہے اور اپنی زندگی میں اس کا نمونہ دکھایا ہے۔ مثلاً زبان ہے اس کے متعلق بھی قرآن کریم نے بہت سے احکام بیان فرمائے ہیں اور اس پر بہت سی پابندیاں عائد کی ہیں اور بتایا ہے کہ بات چیت کیسے کرنی چاہیئے۔ لیکن انسان اس تعلیم کو یاد نہیں رکھتا۔ خصوصاً بچپن کی عمر میں تربیت کی طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم یاد نہیں رہتی۔"

(الفضل ۲۲ ظہور ۱۳۴۸ ہش)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے بعض

زرّیں ارشاداتِ عالیہ

[مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ادارہ کی درخواست پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زرّیں ارشاداتِ عالیہ سے ہمیں نوازا ہے۔ آپ اس سے قبل بھی ماہنامہ خالد کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ و سوانح تحریر فرماتے رہے ہیں۔ مکرم مولوی صاحب کو خدا تعالیٰ کے فضل سے ۳۵ سال تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر رہ کر خدمتِ دین کا موقع ملا ہے۔ ابتدائی سولہ سال بطور انچارج تحریک جدید کے اور باقی عرصہ بطور پرائیویٹ سیکرٹری و اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری۔ ادارہ اس مضمون کے لئے مکرم مولوی صاحب کا از حد ممنون ہے۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خالد کو حضور رضی اللہ عنہ کی سیرت اور آپ کے ارشادات سے مستفیض فرماتے رہیں گے ——— (ادارہ)]

حضور رضؓ نے جو ہدایات دفتری کام کے متعلق خاکسار کو دیں اُن میں ایک خاص امر جس کی طرف حضور رضؓ نے متعدد مرتبہ توجہ دلائی یہ تھا کہ کسی کام کے متعلق بعض امور پر قیاس کر کے آخری نتیجہ قائم نہیں کر لینا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ چونکہ فلاں شخص فلاں جگہ کے لئے روانہ ہو جانے کے لئے کہہ رہا تھا اس لئے وہ ضرور وہاں پہنچ گیا ہوگا بلکہ جب تک یقینی اطلاع نہ مل جائے کہ وہ شخص فلاں جگہ پہنچ گیا ہے اُسوقت تک اُسے وہاں پہنچا ہوا قرار نہ دیا جائے۔ حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ محض قیاس پر بنیاد رکھ کر فیصلہ کر لینا شیطانی کام ہے۔

حضورؓ کا تاکیدی ارشاد ہوا کرتا تھا کہ باقاعدہ ڈائری رکھنا بہت مفید ہوتا ہے جس میں اہم روزانہ کاموں کو درج کیا جاتا رہے تاکہ روزانہ اپنے اوقات کے صحیح طور پر صرف ہونے کا علم ہوتا ہے

اور اپنے اعمال کا محاسبہ بھی ہوتا رہے۔ ڈائری کے متعلق یہ ارشاد تھا کہ رات کو اس کی تکمیل کر کے سونا چاہیئے۔

ایک موقعہ پر جب حضورؓ حفاظت کے موضوع پر ہدایات دے رہے تھے حضورؓ نے فرمایا کہ ایسے موقعہ پر حسن ظنی کرنا ادائیگی فرض نہیں ہوتا بلکہ فرض میں کوتاہی شمار ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر ہر اُس ممکن صورت کو ذہن میں لانا ضروری ہوتا ہے جس کا ارتکاب کسی دھوکے باز دشمن کی طرف سے متوقع ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حسن ظنی کا حکم تو باہمی دوستوں کے ساتھ معاملات میں ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔

حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ جس کام کو کوئی دوسرا آدمی سرانجام دے سکتا ہے اس کے متعلق یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اُسے تم خود بھی سرانجام دے سکو گے۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ میں تحریک جدید میں تھا کچھ نوجوانوں کو فوری طور پر بیرونی ممالک میں بھجوانا تھا۔ خاکسار کو بیرونی ممالک کا کوئی تجربہ نہ تھا اسلئے حضورؓ نے ایسے کاموں کے لئے مکرم محترم حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؓ کو مقرر فرمایا ہوا تھا کہ اخراجات سفر کا اندازہ وہ بتلا دیا کریں۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ نیر صاحبؓ اچانک بیمار ہو گئے اور اخراجات کا اسٹیمیٹ پیش کرنے میں دیر ہو گئی۔ حضورؓ نے مجھ سے وجہ دریافت فرمائی۔ خاکسار نے محترم نیر صاحبؓ کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضورؓ نے فرمایا الٰہی کاموں کا انحصار کسی خاص شخص پر نہیں ہوا کرتا کہ اس کی وجہ سے کام رُکا رہے۔ اس پر خاکسار محترم نیر صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے جہازوں کے کرایوں وغیرہ کے معلوم کرنے کے لئے ضروری لٹریچر کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر اس لٹریچر کا مطالعہ کر کے خرچ کا اندازہ حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ مکرم نیر صاحب کی بیماری کی وجہ سے اُن سے رہنمائی حاصل کر کے خود ہی اندازہ معلوم کیا ہے۔ حضورؓ نے از راہ کرم نوازی میرے پیش کردہ اندازہ کو ہی منظور فرما لیا۔ اور اس طرح سے خاکسار کی دلجوئی فرمائی۔

حضورؓ کام کو حتی الوسع اپنے ہاتھوں سے ہی سرانجام دینے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے چنانچہ تحریک جدید کے ابتدائی تین چار ماہ کے عرصہ میں سوائے روانگی ڈاک وغیرہ کے کام کے جسے مکرم مرزا محمد یعقوب صاحب سرانجام دیتے تھے باقی سب کام خاکسار ہی سرانجام دیتا تھا اور خود حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا عمل بھی اپنی بیماری سے پہلے یہی تھا کہ ڈاکخانہ سے مقفل تھیلے میں آمدہ ڈاک کو خود کھولتے اور لفافوں پر اپنے قلم سے ہدایات تحریر فرماتے۔ احرار کے فتنہ کے ایام میں جب ایک مرتبہ قصر خلافت کے بڑے کمرے میں سفیدی کی جانے والی تھی دیکھا کہ فرش پر دائرہ کی شکل میں مختلف قسم

کی ڈاک کو حضورؓ نے سارٹ کر کے رکھا ہوا تھا۔ حضورؓ نے ہدایت فرمائی کہ یہ ڈاک جس طور پر رکھی ہوئی ہے اسے اسی طرح رہنے دیا جائے اور اوپر سے کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے اور پہرہ دار ہر وقت یہاں موجود رہے۔ اور اگر یہ اہتمام نہ ہو سکے تو بے شک اس کمرہ کی سفیدی فی الحال نہ کی جائے۔

جب تفسیر کبیر کی پہلی جلد (یعنی سورۂ یونس تا سورۂ کہف والی جلد) شائع ہوئی تو حضورؓ کی ہدایت تھی کہ جس وقت پہلی کتاب مجلد تیار ہو حضور کی خدمت میں اسی وقت پیش کی جائے۔ چنانچہ رات کے تین بجے کے قریب پہلی جلد مجلّد ہو کر مکمل ہوئی۔ خاکسار اسے لے کر حضورؓ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے گیا۔ گول سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر السلام علیکم کہا تو حضورؓ فوراً ہی خود تشریف لائے اور کتاب وصول فرمائی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

سندھ کی اسٹیٹس کے کام اور حسابات کی نگرانی کے لئے جب حضور سندھ تشریف لے جاتے تو اکثر اوقات رات کے ایک دو بجے تک سب کارکنان میں تشریف فرما ہو کر سب حسابات خود چیک فرماتے حضورؓ کے اپنے قلم سے درج شدہ ایسے حسابات کے کاغذات حضورؓ کے پرانے کاغذات سے دستیاب ہوئے ہیں اور یہ کام حضورؓ فرش پر بیٹھ کر ہی سرانجام دیتے۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی ٹریننگ میں بھی حضورؓ کا یہی طریق تھا کہ زیادہ سے زیادہ وقت لگا کر وہ کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ جب کہ تحریک جدید کا کام بڑھ گیا تو بجائے عملہ میں اضافہ کرنے کے حضورؓ نے دفتر تحریک جدید کے ممبر ۱۲ گھنٹے روزانہ کام کرنے کا ارشاد فرمایا کہ دفتر صبح ۹ بجے سے رات کے ۹ بجے تک ایک ماہ تک کھلا رہا کرے۔ جس کی تعمیل ہوئی اور بہت سے رکے ہوئے کام سرانجام پا گئے۔

ایک دفعہ تحریک جدید کے بجٹ کی تکمیل تک دفتر کو کھلا رکھنے کا ارشاد حضورؓ کی طرف سے موصول ہوا اور دفتر ساری رات کھلا رکھا گیا اور اگلے دن صبح ۸ بجے بجٹ حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ جب حضورؓ سندھ تشریف لے گئے تو محمد آباد اسٹیٹ کے عملہ کے متعلق حضورؓ کو احساس ہوا کہ کارکنان پوری توجہ نہیں دے رہے۔ حضورؓ نے اسسٹنٹ ایجنٹ کو تنزل کر کے مینیجر کر دیا اور مینیجر کو منشی کی اسامی سپرد کی اور جس منشی کا کام زیادہ خراب تھا اسے فارغ کر دیا اور خاکسار کو مرکزی دفتر کے کام سے فارغ کر کے بطور اسسٹنٹ ایجنٹ مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ روزانہ ایک ماہ تک پانچ گھنٹے گھوڑے پر سوار ہو کر اسٹیٹ کے کام کی نگرانی کرو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس عرصہ ایک ماہ میں ۷½ ہزار ایکڑ اراضی جو لمبائی میں ۷ میل میں پھیلی ہوئی تھی اس کی ایک ایک چوکڑی کی پوری کیفیت اور مزارعان کے متعلق پوری معلومات حاصل ہو گئیں بلکہ ارد گرد کے زمینداروں سے متعارف ہونے اور تعلقات بڑھانے کے مواقع بھی میسر آئے (باقی)

ناصرِ دینِ محمدؐ

(مکرم عبدالحمید صاحب آصف ایم۔اے، لائلپور)

ناصرِ دینِ محمدؐ۔ جلوۂ یارِ قدیم
خوب کُھل کر تجھ پہ برسے رحمتِ ربِّ رحیم

تُو نے لہرایا جہاں پر پرچمِ دینِ ہُدیٰ
موجزن تیری جبیں پر آج ہے نُورِ خدا

تُو مسیحِ مصطفےٰ کی ہے دعاؤں کا اثر
تُو گلستانِ محمدؐ کا عجب شیریں ثمر

ظلمتیں کافور تیرے نُور سے ہونے لگیں
اور ہوائیں صبحدم غنچوں کا مُنہ دھونے لگیں

طائرانِ قدس اب حمد و ثنا کرنے لگے
عاشقانِ مصطفےٰ صلِّ علیٰ کرنے لگے

تُو نے یورپ کو کہا للکار کے اب جاگ تُو
ٹُوٹنے والا ہے اب شیطان کا کہنہ سبُو

ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں سے پئے گا سب جہاں
"ساقیٔ کوثر محمدؐ" کہہ رہے ہیں قدسیاں

اب محمدؐ کی غلامی کا ہے دروازہ کُھلا
اب محمدؐ کے غلاموں سے خدا ہے بولتا

اب غلامانِ محمدؐ کی دُعاؤں میں اثر
اب غلامانِ محمدؐ کے قدم رشکِ قمر

اِک غلامِ مصطفےٰ دیکھو مسیحا ہو گیا
خاک سے کمتر تھا ذرّہ وہ ثریّا ہو گیا

قسطِ سوم

اشاعتِ اسلام پر جبر کا الزام

تاریخی شواہد کی روشنی میں

(محترم صاحبزادہ میرزا طاہر احمد صاحب)

اگر مولانا (مودودی صاحب۔ناقل) نے قرآن و حدیث کا مطالعہ نہ کیا ہوتا یا اُنہیں تاریخِ اسلام کی کچھ بھی واقفیت نہ ہوتی تو مَیں اِس خیال سے تسلّی پا لیتا کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں لاعلمی میں کہہ رہے ہیں، مگر افسوس کہ یہ کہنے کی بھی گنجائش باقی نہیں۔ علم سب اپنی جگہ پر ہے اور سب کچھ جان رہے ہیں۔ لیکن باوجود اِس کے کہ تاریخِ اسلام کا ایک ایک ورق ایک ایک لفظ اِس نظریہ کو جھٹلا رہا ہے کہ اشاعتِ اسلام میں تلوار کو کوئی ذرّہ بھر بھی دخل تھا، اسی نظریہ پر مُصر ہیں اور بآنگِ دُہل مُصر ہیں اور نہیں بتا سکتے کہ اگر دلوں کے زنگ دھونے کے لئے تلوار ایسی ہی ضروری تھی تو ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے دلوں کے زنگ کِس تلوار نے دھوئے تھے اور کِس تلوار نے بلالؓ حبشی کے دل میں توحید کا نور داخل کیا تھا؟ پھر وہ تلوار کون سی تھی جس نے زید بن حارثؓ اور زبیر بن العوامؓ کو مسلمان کیا؟ اور وہ کون سی تلوار تھی جو حمزہؓ اور طلحہؓ کے دل کو ایمان بخش گئی؟ عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور ابوعبیدہ بن عبداللہؓ، عثمان بن مظعونؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کے دل کِس تلوار کی آب سے مصفّیٰ کئے گئے؟ اور وہ سارے مہاجرینؓ اور وہ سارے انصارؓ جن کی تعداد ہزارہا تک جا پہنچتی ہے اور جن سے متعلق خود مولانا کو بھی تسلیم ہوگا کہ اُن کے قبولِ اسلام میں کسی تلوار کے دخل کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا کس طرح تطہیرِ قلوب کے اِس ضروری ہتھیار کے بغیر پاک دل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ کس طرح اُن کے زنگ کھُرچے گئے اور نیا رنگ چڑھانے کے لئے دل صیقل کئے گئے؟ مولانا! تاریخِ اسلام پر ایک نظر ڈال کر بتائیے کہ کیا یہ درست نہیں کہ یہ مہاجرینؓ و انصارؓ جن کے قبولِ اسلام میں تلوار کے دخل کے آپ بھی منکر ہوں گے۔ یہی تو وہ

اسلام کا پھل تھے جو پھل لگانے کے لئے بانیٔ
اسلامؐ دنیا میں تشریف لائے۔ یہ وہی تو ہیں
جنہیں اسلام کا رسولؐ فخر کے ساتھ دنیا کے سامنے
پیش کرسکتا تھا کہ اے بنی آدم! یہ ہیں وہ کائنات
کا خلاصہ جسے پیدا کرنے کے لئے کائنات کو
وجود کی خلعت بخشی گئی۔ یہی ہیں جنہیں آسمانِ
ہدایت کے ستارے کہا گیا۔ اور انہی میں سے
کچھ تھے جن سے متعلق بدر کے میدان میں پیغمبر
اسلامؐ نے رو رو کر خدا کے حضور دعا کی کہ "اَللّٰھُمَّ
اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ
تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا" اے اللہ! اگر
اس جماعت کو تُو نے ہلاک ہونے دیا تو زمین میں
پھر کبھی تیری عبادت نہ کی جائے گی"۔

یہ وہی عُبّاد کی سرتاج جماعت تھی جن کے
دل ربّ العرش کی تخت گاہ بن گئے اور سینے
خدا کے ذکر سے معمور ہو گئے۔ یہ کون لوگ تھے
اور یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ کیا یہ وہی عرب کے
بسنے والے آزاد منش نہ تھے جن کے دل
اِلاّ ماشاء اللہ قبولِ اسلام سے پہلے طرح طرح
کی بدیوں کے پھندوں میں گرفتار تھے اور شرک
کا زنگ اُن پہ تہ بہ تہ چڑھا ہوا تھا۔ جنہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رُوحانی پانی سے
دھویا اور پاک وصاف کیا۔ پھر اُن کے ظاہر
وباطن کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں خوب رنگین کردیا
یہاں تک کہ یہ رنگ اُن کی رُوح کی پہنائیوں
تک اُتر گیا اور ایسا وافر ہوا کہ پیشانیوں سے
پھوٹنے لگا ـــــ مگر ایک مرتبہ بھی اس عظیم
رُوحانی انقلاب کے دَوران میں داعیٔ اسلامؐ کو
آلاتِ جنگ کی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیا وہ بعد
کے آنے والے مسلمان جو اسلام کے ایک عام رُوحانی
غلبہ کے بعد مسلمان ہوئے ان ستاروں کی خاکِ پا
کے برابر بھی تھے؟...... مولانا! آپ کہاں چلے
گئے اور کن ویرانوں میں بھٹک گئے۔ سُنیئے کہ میں
خدا کی عظمت اور جلال کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین اپنی اشاعت
کے لئے کسی دوسرے کے سہارے کا محتاج نہ تھا
آج بھی نہیں ہے، آئندہ بھی کبھی نہ ہوگا۔

یہ آپ نے کیا کہا کہ تلوار کا کام "قلبہ رانی"
ہے اور یہ آپ نے کیا کہہ دیا کہ تلوار قبولِ ہدایت
سے پہلے دلوں کے زنگ کو دُور کرتی ہے۔ کیا آپ
فطرتِ انسانی کی الف ب پ سے بھی واقف
نہیں؟ کیا آپ اِس کھلی ہوئی حقیقت سے بھی
آشنا نہیں کہ تلوار سچائی کے بیج کے لئے قلبہ رانی
نہیں کرتی بلکہ خود نفرت اور بغاوت کے بیج بوتی
ہے اور فطرتِ انسانی کے انگ انگ کو زہرآلود
کردیتی ہے۔ نہیں نہیں اسلام ہرگز تلوار کے جلو
میں دلوں پر قبضہ نہیں کرتا بلکہ خود اپنی ذات میں
ایک کامل روحانی طاقت ہے جو اپنے حق کے
زور سے ہر سرکش سے سرکش سر کو خم کرنے کی اہلیت
رکھتی ہے۔ بتائیے کہ عمرؓ کا سر کس نے خم کیا تھا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار نے یا سورۂ مریم کی چند آیات کی تلاوت نے ؟

مولانا کو اپنے اس متشدد نظریہ کی تائید میں کہ اسلام تنہا نہیں بلکہ تلوار کے سہارے سے ہی پھیل سکتا ہے ۔ تاریخ اسلام سے اگر کوئی دور کی گواہی مل سکتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ جب اسلام کو فتح مکہ کے بعد سیاسی غلبہ نصیب ہو گیا اور جنگ حنین نے حملہ آور دشمنوں کی رہی سہی طاقت بھی ختم کر دی تو اسلام بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔ یہ ہے وہ تنہا تاریخی دلیل جس کے کھونٹے پر سیارا نظریہ ناچ رہا ہے ۔ آئیے ہم کچھ دیر کے لئے اس دلیل کو تسلیم کر کے دیکھیں کہ ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کے دلوں کو تلوار نے کس درجہ زنگ سے پاک کیا تھا۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ وہی بعد کے آنے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلی خدمت اسلام یہ کی کہ اسلامی حکومت کے خلاف ایک عام علم بغاوت بلند کر دیا اور لشکر در لشکر مرکز اسلام کی طرف چڑھ دوڑے۔

مولانا ! آئیے اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے کہ اگر یہی وہ لوگ تھے جن کے سر تلوار نے خم کئے تھے اور جن کے دلوں کو زنگ سے خوب صاف کر کے اسلام کا نور قبول کرنے کیلئے تیار کیا تھا تو یہ زنگ تو دوڑا چلا آتا ہے اور دلوں کو ہر سمت سے اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ اور دیکھئے کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اس مشکل وقت میں اسلام کے لئے دشمن کے تیر دل کے سامنے اپنے سینے سپر کئے کیا وہی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ نہیں تھے جن کے دلوں سے جاہلیت کے زنگ کو کسی تلوار نے نہیں چھڑایا تھا ؟ (مذہب کے نام پر خون صفحہ ۷۴ تا ۷۹)

الفاظ کا صحیح تلفّظ

(۱۲)

نمبر شمار	غلط	صحیح
۶۳	عَادَل	عادِل
۶۴	اَمَام	اِمَام
۶۵	بِجَات	نَجات
۶۶	مُسْجَد	مَسْجِد
۶۷	عُلْمَاء	عُلَمَاء
۶۸	غَلْبَہ	غَلَبَہ
۶۹	نِظَافت	نَظَافت

(ص - م - خ)

قسط دوم

اُردو کے نامور شاعر جناب امیر مینائی کے شاگردِ رشید
حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحبؓ مختار شاہجہانپوری

(مکرم لئیق احمد صاحب طاہر ۔ نائب امام مسجد لندن)

حضرت حافظ صاحبؓ کو خدا تعالیٰ نے بہت اچھا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ سالہا سال کی بیتی ہوئی باتیں جس تفصیل سے آپ کو یاد تھیں انسان سُنکر دنگ رہ جاتا تھا۔ گفتگو کسی موضوع پر ہو رہی ہو شکاریات، باغبانی، سیاست، الٰہیات، تاریخ اسلام، تاریخ احمدیت، حضرت حافظ صاحب ایسی ایسی پُرلطف باتیں سُناتے کہ محفل کو چار چاند لگ جاتے۔ جن لوگوں کا حافظہ اچھا تھا حضرت حافظ صاحب ان کی بہت تعریف فرماتے۔ ایک بار آپ نے محترم حافظ محمد رمضان صاحب مرحوم کے حافظہ کا ایک پُرلطف واقعہ سُنایا۔ فرمانے لگے۔ قادیان میں مَیں ایک دفعہ متعدد احباب کے ساتھ کہیں جا رہا تھا کہ ہم نے دُور سے حافظ صاحب کو آتے دیکھا اور احباب سے کہا کہ آپ میں سے کوئی میرا نام نہ لے سب سلام کریں اور مصافحہ کریں اور مَیں خاموشی سے ہاتھ ملاؤں گا اور پھر دیکھیں گے کہ وہ ہمیں قوّتِ لمس سے پہچان سکتے ہیں یا نہیں۔ فرمایا سب دوستوں نے بلند آواز سے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کیا۔ بیچ میں ہم نے بھی چُپکے سے مصافحہ کیا۔ حافظ صاحب چند ساعت کے لئے خاموش رہے اور پھر ہاتھ تھام کے کہنے لگے ”حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب ہیں؟“ اُن کے اِس غضب کے حافظہ پر سارے لوگوں نے بہت داد دی۔

حضرت حافظ صاحب کے بلند روحانی مقام کا علم ایک اور واقعہ سے ہوتا ہے۔ آپ کی محفل میں دو چار بڑی عمر کے لوگوں نے ایک شخص کا ایسے الفاظ میں ذکر کیا جس سے اُس شخص کی توہین ہوتی تھی۔ اور یہ بات ”غیبت“

کے حکم میں آتی تھی۔ حضرت حافظ صاحب بیچ میں بولے اور فرمانے لگے۔ میاں کمزوری کس میں نہیں۔ ہمیں تو اس شخص کی ایک خدمت کبھی نہیں بھولے گی۔ ایک زمانہ میں ایک اخبار میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چند اعتراض کئے گئے۔ اس شخص نے چار اقساط میں ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ دشمن کا مُنہ پھیر کے رکھ دیا۔ اُن کی یہ خدمت سب باتوں سے فائق ہے۔ حضرت حافظ صاحب کا یہ اندازِ بیان ایسا پُرمغز تھا کہ حاضرین متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور جلد موضوع بدل گیا۔

بدظنی سے احتراز کی تلقین ہمیشہ فرماتی۔ فرمانے لگے۔ ہجرت کے بعد جن دنوں لاہور میں قیام ہوا ایک صاحب ایک بہت بڑی رقم امانتاً میرے پاس رکھوا گئے۔ میں نے غسل خانہ کو محفوظ جگہ پاکر اخباروں کے ایک بڑے بنڈل میں یہ رقم سنبھال کر رکھ دی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ایک خاتون آئیں اور کہنے لگیں۔ حافظ صاحب! میں غسل خانہ میں نہا لوں؟ میری طبیعت پر یہ بات گراں گزری لیکن اُن کی ضرورت کے خیال سے انکار کرنے میں بھی ندامت محسوس کرتا تھا بادلِ نخواستہ انہیں اجازت دیدی۔ وہ پردہ دار خاتون نہا کر چلی گئیں۔ چند روز بعد مجھے خیال آیا کہ رقم جو غسل خانہ میں رکھی ہے دیکھ تو لوں۔ اب جو وہاں گیا، اخباروں کا بنڈل کھولا، رقم دیکھی تو موجود نہ تھی۔ بہت پریشان ہوا۔ ایسی خطیر رقم کا انتظام بھی میرے وسائل سے باہر تھا۔ گھبراہٹ تھی کہ دُور ہونے کا نام نہ لیتی تھی۔ بار بار یہی خیال آتا تھا کہ اُس ایک خاتون کے علاوہ غسلخانہ میں کوئی گیا نہیں کئی بار اخباروں کے بنڈل کی تلاشی لی لیکن مایوسی کے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ دل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اُس خاتون سے اِس بارہ میں پوچھا جائے۔ کیونکہ یہ ایک طرح سے الزام ٹھہرتا تھا۔ فرمانے لگے بالآخر دل کو تسلّی دی اور سوچنا شروع کیا کہ کہاں کہاں سے قرض لے کر یہ امانت چکائی جا سکتی ہے۔ آخر تھک ہار کر ایک بار پھر غسل خانہ میں گیا اور اخباروں کے بنڈل کو زور زور سے ہلا کر دیکھنا چاہا تو اچانک وہ رقم نیچے آگری۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ نقصان سے بچائے رکھا اور کسی معزز خاتون پر الزام بھی نہ لگا۔

فرمانے لگے۔ ہم نے اِس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کیا۔ دراصل ہم نے یہ سبق حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے سیکھا تھا۔ ایک بار کسی شخص نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کو کوئی صدری (یا فرمایا ٹوپی) تحفۃً پیش کی۔ اُسے آپؓ نے اپنے کھیس میں رکھ دیا۔ وہ کھیس کئی تہوں والا تھا۔ بعد میں جو وہ چیز تلاش کی تو غائب تھی۔ بہت تلاش کی لیکن بے سُود مگر حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کسی سے اس کا تذکرہ نہ فرمایا۔ ایک عرصہ بعد اُسی کھیس کو جو کھولا تو اسکی ایک

تہہ سے وہ تحفہ برآمد ہو گیا۔

حضرت حافظ صاحب کو آم بہت مرغوب تھے۔ جن لوگوں کو آپ کے اس شوق کا علم تھا وہ اچھی قسم کے آم پیش کیا کرتے تھے۔ ایک بار آموں کا تذکرہ تھا۔ بیسیوں قسم کے آموں کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمانے لگے غالب نے کہا ہے کہ "آم میٹھے ہوں اور بہت ہوں" فرمایا اگر میٹھا ہونا ہی آم کی نشانی ہے تو پھر اس کی جگہ شکر ہی کیوں نہ کھالی جائے اور "بہت ہونا" یا کم ہونا بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آم کا ایک خاص ذائقہ ہے اگر وہ ذائقہ ہو اور خواہ آم کم ہی دستیاب ہوں تو مزا ہے۔

ایک بار فرمایا۔ خدا تعالیٰ کتنا مہربان ہے ہمیں باپ دیا تو کامل، پیر دیا تو کامل (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور استاد دیا تو کامل (یعنی امیر مینائی)

عموماً لوگ استعداد کی کمی کی وجہ سے اشعار میں بعض اوقات صحیح الفاظ کا استعمال مروج طریق کے مطابق نہیں کر سکتے اور الفاظ میں کمی بیشی کر کے ردیف اور قافیہ اور وزن شعر میں مناسبت پیدا کر دیتے ہیں اور الفاظ میں تغیر کی وجہ "ضرورت شعری" قرار دیتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت حافظ صاحب کا بیان فرمودہ ایک واقعہ دلچسپی کا موجب ہو گا۔ فرمایا "مولانا شمس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ" کی شرح تالیف کی اور نظر ثانی کے لئے ہمارے پاس لائے۔ ہم نے ایک جگہ لکھا ہوا پایا کہ "حضرت مسیح موعودؑ نے اس شعر میں یہ الفاظ ضرورت شعری کی وجہ سے استعمال فرمائے ہیں"۔

فرمایا "ہم نے یہ الفاظ کاٹ کر وہ پھینکے" ہمارے لئے حضورؑ کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال ایک خاص وجہ سے گراں گزرا۔ فرمایا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک محفل میں جس میں مَیں بھی موجود تھا فرمایا کہ "اگر ضرورت شعری کی وجہ سے غلط شعر کہنا ہے اور غلط الفاظ استعمال کرنا ہیں تو ایسے شعر کے کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟"

ہمارے نوخیز شعراء اگر یہ نکتہ مدنظر رکھیں تو ان کی شاعری صحیح خطوط اختیار کر سکتی ہے۔

قرآن مجید سے حضرت حافظ صاحب کو خاص عشق تھا۔ اس کا بے حد احترام فرماتے۔ راقم الحروف کو کچھ عرصہ آپ سے تجوید القرآن کے اسباق لینے کی سعادت ملی ہے۔ باوجود جسمانی کمزوری اور ضعف کے قرآن مجید پڑھتے اور پڑھاتے وقت اپنی چارپائی پہ بیٹھ جاتے اور سر پر کوئی کپڑا ڈال لیتے۔ ایک روز میرے قرآن مجید میں آپ نے نشانی کے طور پر رکھا ہوا کاغذ کا ایک ٹکڑا دیکھا۔ غالباً یہ کسی اخبار یا رسالے کا حصہ تھا۔ فرمایا یہ قرآن مجید کا احترام

کے خلاف ہے کہ اس میں ایسی چیز رکھی جائے۔ صاف ستھرا سفید کاغذ رکھنا چاہیئے۔ فرمایا ہم تو اسے بھی پسند نہیں کرتے کہ قرآن مجید میں کوئی نوٹس لکھے جائیں۔ پھر فرمایا کہ بعض اوقات قرآن مجید میں ابتداء میں مفسّر کا نام اور مطبع وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ ان چیزوں کا ذکر آخری صفحہ پر ہو نہ کہ ابتداء میں۔ ان معمولی معمولی باتوں سے عاشقِ قرآن حضرت حافظ صاحب کے صحیح جذبات کی غمازی ہوتی ہے۔

حضرت حافظ صاحب کی وفات ایک قومی نقصان ہے اور نوجوانوں کے لئے خصوصاً باعثِ فکر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کے نور سے بلاواسطہ حصّہ لینے والے بزرگ رختِ سفر باندھ رہے ہیں اور ابھی ان کے مثیل اسی نسبت سے اُبھرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ یہ خلا تو خدا کے فضل سے ہی پُورا ہو سکتا ہے کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے طالب اور اسی کے سہارے سے زندہ ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کی روحانیت، للّٰہیت، تصوّف، تقویٰ، پرہیزگاری، عاجزی، انکساری، بے نفسی، احمدیت کے لئے جوش، غریبوں کی دلجوئی اور ان سے ہمدردی، سلسلہ کے کارکنوں، مربّیوں، معلّموں اور مبلّغوں سے محبت، ان کا پُرجوش خیر مقدم اور دلی احترام، تبلیغِ اسلام سے والہانہ لگاؤ، تربیت کا بے نظیر ملکہ، نفسیات کا گہرا مطالعہ، زباندانی میں بے نظیری یہ تمام خوبیاں اور اوصاف آنکھوں کے سامنے ہیں۔

آپ کا وجود فی ذاتہٖ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زندہ جاوید نشان تھا۔ آپ کا وجود خدا نما تھا اور آپ کی سادی سیرت عشق انگیز —— خدا تعالیٰ آپ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور اپنی محبت سے آپ کو سیر کر دے۔ آمین +

عربی زبان بذریعہ ریڈیو

قاہرہ ریڈیو نے عربی سکھانے کے لئے ایک نہایت مفید سلسلہ شروع کیا ہے۔ مغربی پاکستان کے وقت کے مطابق سوائے جمعہ کے روزانہ یہ پروگرام شارٹ ویو 74۔16 میٹر 17920 کلو سائیکل پر شام کے 50۔6 پر سنا جا سکتا ہے۔ پروگرام پوری طرح سمجھنے کیلئے مددگار کتابیں بلا قیمت بھجوائی جاتی ہیں جو عمدہ تصاویر سے مزیّن نہایت خوبصورتی سے طبع کرائی گئی ہیں۔ جو سامعین اس سلسلہ کے امتحان میں شرکت کریں (جو نہایت آسان ہوتا ہے) انہیں نہ صرف عربی زبان جاننے کی سند دی جاتی ہے بلکہ امتیاز سے کامیابی حاصل کرنیوالوں کو انعامات بھی بھجوائے جاتے ہیں۔ مددگار کتب اتنی عمدگی سے تیار کی گئی ہیں کہ صرف ان کتب ہی کی مدد سے زبان سیکھی جا سکتی ہے۔ خدام بھائی اس پروگرام سے فائدہ اٹھائیں کتب منگوانے کا پتہ یہ ہے:

ARABIC BY RADIO P.O. BOX 325
CAIRO, U.A.R

(ملک لال خان ہیڈ کلرک)

سچی خوشحالی اور اطمینانِ قلب کا راز

(مکرم چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب۔ لاہور)

کہتے ہیں کہ کسی ملک کا بادشاہ ہر وقت کسی نہ کسی فکر و غم اور پریشانی کا شکار رہا کرتا تھا۔ اس نے اس بارے میں اپنے دانا مشیروں اور لائق حکیموں سے مشورہ طلب کیا۔ ان کے مشوروں پر بادشاہ کے لئے ہر قسم کے دنیاوی لہو و لعب اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کئے گئے مگر دلی اطمینان نصیب نہ ہوا۔

ایک درویش تک یہ سارا ماجرا پہنچا تو اس نے کہا بادشاہ سے کہو کہ اپنی سلطنت میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈے جسے کوئی غم اور فکر لاحق نہ ہو۔ اس کا قمیص حاصل کیا جائے اور بادشاہ کو پہنایا جائے اس کی برکت سے بادشاہ کے فکر و غم دُور ہو جائیں گے۔ چنانچہ بادشاہ کے حکم سے ساری سلطنت میں ہر طرف آدمی دوڑائے گئے کہ ایسے آدمی کو تلاش کیا جائے لیکن جس سے بھی پوچھا جاتا وہ اپنے کسی نہ کسی غم یا پریشانی کا ذکر کر دیتا۔ بالآخر بادشاہ کے وزیر کو ایک پہاڑ کے دامن میں ایک شخص بکریاں چراتا ہوا ملا جو خدا کی محبت کے گیت گا رہا تھا۔ اس سے جب پوچھا گیا کہ کیا تمہیں بھی کوئی پریشانی لاحق ہے تو اس نے جواب دیا کہ الحمد للہ کوئی نہیں۔

وزیر نے درویش سے کہا کہ ہمیں تمہارا قمیص درکار ہے۔ ہم نے اُسے بطور علاج بادشاہ کو پہنانا ہے تا اس کے بھی ہموم و غموم دُور ہوں۔ اس مردِ درویش نے تعجب سے کہا کہ قمیص؟ وہ تو میرے پاس ہے ہی نہیں۔ میرے پاس تو یہی لنگوٹی ہے جو پہنے ہوئے ہوں۔ وزیر نے حیرت سے پوچھا اے درویش اگر تمہارا دامن دُنیا کی نعمتوں سے اتنا ہی تہی ہے کہ تمہارے پاس قمیص بھی نہیں تو پھر تم خوش کیسے رہتے ہو؟ اُس نے جواب دیا خدا نے میری ساری کی ساری خواہشات پوری کر دی ہیں اور میری ساری مرادیں مجھے عطا کر دی ہیں۔ اس کے ہر چھوٹے بڑے انعام پر دل اُس کے شکر سے بھر جاتا ہے اور زبان اُس کی حمد کے ترانے گاتی ہے۔ ایک طرف میری خواہشات اور ضروریات نہایت محدود و مختصر اور اس کی رضا کے تابع ہیں تو دوسری طرف اُس کے ذکر و شکر اور تعلق کی بے انتہاء لذّت نے دُنیا کی ساری تلخیاں اور محرومیاں اپنے دامن میں سمیٹ لی ہیں اور اُن کے وجود کا احساس مٹا دیا ہے۔ جاؤ اپنے بادشاہ کو بتاؤ کہ اطمینانِ

قلب صرف دنیوی لذّتوں، راحتوں اور نعمتوں میں نہیں بلکہ خدا کے ذکر و شکر اور تعلق میں ملتا ہے جس چیز کی اُس کو ظاہر میں تلاش ہے وہ تو اُس کے باطن میں پنہاں ہے۔

مذکورہ بالا حکایت میں ایک گراں قدر صداقت بیان کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کا پاک کلام اس کا سرچشمہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ یعنی سُنو دلوں کو اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حاصل ہوتا ہے۔ جوں جوں زمانہ مادی ترقی کرتا جارہا ہے زندگی کی گہما گہمی آسائشوں اور ضروریات میں اضافہ ہو رہا ہے ——— ذہنی سکون دلوں سے رخصت ہوتا جارہا ہے۔ انسان کی ہر آن بڑھتی ہوئی خواہشات کا گویا ایک سیلاب ہے جو اُمنڈتا چلا آرہا ہے حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر و شکر، صبر و توکّل اور قناعت کی مضبوط دیواریں ہی ہیں جو اس طوفان کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اور جب یہ بند ٹوٹ جائے تو خواہشات کا سیلاب اپنے ساتھ اطمینانِ قلب کو بھی بہا کر لے جاتا ہے۔ اور کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ ؎

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
(غالب)

خواہشات کا دامن پھیلتا جاتا ہے اور انسان اپنی ہی خواہشات کے آگے گھٹنے ٹیک دیتا ہے، ہوا و ہوس کا بندہ بن جاتا ہے، گویا ایک بُت ہے جس کو سینے میں چھپائے پھرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کہ کیا تُو نے اُس شخص کی حالت پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔

دُنیا اور اس کی فانی اشیاء سے انسان کی محبت اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے کہ اگر وہ اس سے چھن جائیں تو ناقابلِ برداشت صدمہ اور رنج میں مبتلائے جان ہو جاتے۔ دُنیا کی محرومی کی یہی وہ آگ ہے جو دُنیا میں ہی دوزخ کا ایک نمونہ دکھا دیتی ہے۔ اسی تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جس کے غم میں وہ رو رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تو کیوں روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز مر گیا۔ اس نے کہا کہ تُو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیوں کی۔ اصل بات یہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضرور ہو گی۔ یا یہ خود جائے گا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہیں اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہیں ہوتے وہ اس عذاب سے بچالئے جاتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۵۴-۵۵)

مُطالعۂ فطرت

(مکرّم محمّد زکریّا صاحب۔ کراچی)

فطرت زمین و آسمان کی صورت میں ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ یہ سورج، یہ نیلا آسمان، یہ چاند، یہ کہکشاں، یہ گھٹائیں، جھکتے پھول چہکتے پرندے، سربفلک پہاڑ، غرضیکہ کائنات کا ہر منظر عجائبات کی ایک دنیا اپنے پہلو میں لئے بیٹھا ہے اور ہمیں قوت و جبروت کا ایک لازوال پیام دے رہا ہے۔ ہر شئے بقا کی صلاحیت کی حیرت انگیز داستان سُنا رہا ہے۔ یہ سیاروں کی بکھری ہوئی محفل پہاڑوں کے سلسلہ ہائے دراز کی بلند و پست چوٹیاں مشاہدینِ کائنات کو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔

خالقِ فطرت کا ہر عمل ایک عظیم الشان حکمت کا حامل ہے اور کوئی فعل بھی حکمت کے جوہر سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ دُنیا کیا ہے ——؟؟ ایک پُرہیبت کیمیا خانہ۔ جہاں پہاڑ بن رہے اور بگڑ رہے ہیں، جزیرے پیدا ہو رہے ہیں اور ڈوب رہے ہیں، ہوائیں چل رہی ہیں جو کبھی تو اپنے جلو میں بارش کا مژدہ اور کبھی طوفان کی بدبختی لاتی ہیں۔ ایک فعل ایک انسان کے لئے سود مند اور وہی فعل دوسرے کے لئے نقصان کا باعث ہوتا ہے۔

ربّ اعداد اس عظیم کائنات کا کیمیا گر اس کارخانے میں نت نئے تجربے کر رہا ہے۔ رنگا رنگ پھول، میوے اور پودے بنا رہا ہے۔ زمین میں مدفون تیل اور معدنیات کے خزانوں سے جسے چاہتا ہے مالا مال کر رہا ہے۔ انسانوں کو پیدا کر رہا ہے اور مار رہا ہے —— یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ آئیے ذرا اِس کارخانۂ فطرت کے تنوّع پر ذرا غور کریں۔

۱۔ پانی مرکّب ہے ہائیڈروجن اور آکسیجن دو گیسوں کا۔ یہ دونوں عنصر خاص نسبت سے مل کر پانی بن جاتے ہیں۔ اس نسبت میں ذرا فرق آجائے تو ایک زہر تیار ہوگا۔

۲۔ کوئلہ ایک زہر ہے۔ اگر کسی کمرہ میں صرف پاؤ بھر جلا کر دروازے بند کر دیئے جائیں تو نصف گھنٹے میں کمرے کے اندر تمام آدمی مر جائیں گے —— کوئلہ ہی صورت کے لحاظ سے نہایت مکروہ اور اثر کے لحاظ سے موت ہے لیکن اس کے استعمال

سے مُردہ اقوام زندہ ہوئیں۔

۳۔ ذرا غور فرمائیے قدرت نے ہماری غذا کی فراہمی اور حفاظت کا کیا حیران کُن انتظام کر رکھا ہے۔ ہر درخت اور ہر پتہ ایک حیرت انگیز مشین ہے۔ قدرت کے یہ کارخانے نہایت خموشی سے چل رہے ہیں۔ جڑیں ذخائر ارضی کو جذب کر کے جزوِ نباتات بناتی ہیں تب ہمیں غذا میسّر آتی ہے۔

۴۔ آسمان پر بجلیاں چمک چمک کر زمین کی نس نس میں خونِ حیات دوڑاتی ہیں۔ بارش کی بوندیں فضائی نائٹروجن کا ذخیرہ ہمارے کھیتوں میں پہنچاتی ہیں۔ یہ بھی تحقیق ہوئی ہے کہ آسمانی بجلی ایک چمک سے اتنی کھاد پیدا کر دیتی ہے جو دنیا کے تمام کارخانے مل کر سالہا سال میں پیدا کرتے ہیں۔

کائنات کے اِس حیرت انگیز نظم، اس لرزہ فگن سلسلے، اس مبہوت کُن نسق کو دیکھ کر عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

علمائے مغرب کائنات کے مطالعہ پر اپنی عمریں صرف کر چکے ہیں اور آج لوہے، تانبے و دیگر خزائنِ ارضی سے فائدہ اٹھا کر فلکِ علم و ہنر پر آفتاب بن کر چمک رہے ہیں۔ ہواؤں میں اُڑ رہے ہیں، سمندروں میں تیر رہے ہیں اور دنیا کی خبریں لمحوں میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ سب اِس لئے ہے کہ وہ صحیفۂ کائنات کے مطالعہ کے بعد اس کے اصولوں کو اپنی بہتری کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پیاری کتاب قرآن میں مسلمانوں کو بار بار ان مناظرِ قدرت اور قوانینِ فطرت کے مطالعہ کی ہدایت کی گئی ہے اور خزائنِ ارضی وسماوی سے متمتع ہونے والوں کو اربابِ عقل و ایمان کہا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

۱۔ "یقیناً زمین و آسمان کی تخلیق اور دن و رات کے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں"

(سورہ آلِ عمران آیت ۱۹۱)

۲۔ "اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے لئے مسخر کر دیا۔ یقیناً اِس امر میں فکر کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں"

(سورہ جاثیہ آیت ۱۴)

۳۔ سورہ بقرہ کی آیت ۱۶۵ میں ارشاد ہوا:-

"اور ہواؤں کے تبدیل ہونے، بادلوں کے زمین و آسمان کے درمیان موجود ہونے میں فکر کرنے والی قوم کے لئے نشانات ہیں"

۴۔ سورہ آلِ عمران کی آیت ۱۹۲ میں اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اور وہ زمین و آسمان کی

تخلیق میں غور کرتے ہیں۔"

یہ چند ایک درج شدہ آیات ہمیں مطالعۂ فطرت پر مجبور کرتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن پاک میں بار بار فرماتا ہے کہ اس کائنات کے مطالعہ اور تحقیق کرنے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔ جس طرح لقمان حکیم، سعدی، بوعلی سینا کی عظمت کو جاننے کیلئے ان کے اعمال (تصانیف) کا مطالعہ ضروری ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی عظمت و رفعت، کمالِ تخلیق، پرشکوہ نظامِ ربوبیت کو سمجھنے کیلئے صحیفۂ کائنات پر غور و تدبر ضروری ہے۔

ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ کے یہاں حشرات، اشجار و احجار کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ بعض قرآنی سورتوں کے نام ان سے منسوب ہیں مثلاً سورۃ نمل (چیونٹی)، سورۃ عنکبوت (مکڑی)۔ سورۃ انعام (چوپائے)۔ سورۃ دخان (گیس اسٹیم) سورۃ حدید (فولاد)۔ سورۃ قمر (چاند) اور سورۃ القلم (یعنی تصنیف و تحریر وغیرہ)۔

آج دنیا میں وہی اقوام سربلندی و سرفرازی حاصل کر سکتی ہیں جو صحیح معنوں میں فیض رساں، خادمِ خلق، مخازن و معادن کو استعمال میں لا کر رفاہِ عامہ کے لئے سہولت پیدا کریں۔ آبشاروں سے بجلی پیدا کر کے مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچائیں۔ واقعی یہ مطالعۂ فطرت ہے کہ انسانِ ناتواں کے کمزور قدم چاند کی سطح پر منقش ہو چکے ہیں۔ یہ مغربی اقوام کی بڑی فتح ہے۔

ظلّی نبوّت

ایک بادشاہ نے دو کاریگروں سے کہا کہ تم اپنے اپنے ہنر اور کمال کا مجھے نمونہ دکھاؤ۔ بادشاہ نے دونوں کاریگروں کے درمیان ایک حجاب حائل کر دیا پہلے کاریگر نے ایک دیوار بنائی اور اس کو نقش و نگار سے انتہائی آراستہ کیا۔ دوسرے کاریگر نے بھی ایک دیوار بنائی مگر اُس کے اوپر کوئی نقش و نگار نہیں بنائے بلکہ ایک مصفّیٰ شیشے سے بھی بڑھ کر اُسے صاف اور صیقل کیا۔ پھر بادشاہ نے پہلے کاریگر سے کہا کہ اپنا نمونہ پیش کرو۔ چنانچہ اُس نے وہ نقش و نگار سے مزین دیوار پیش کی جسے دیکھ کر سب دنگ رہ گئے۔ پھر بادشاہ نے دوسرے کاریگر سے کہا کہ اب تم اپنے کمال کا نمونہ پیش کرو۔ اس نے عرض کیا کہ حضور یہ حجاب درمیان سے ہٹا دیا جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے وہ حجاب اُٹھوا دیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ بعینہٖ اُسی قسم کی دیوار جو پہلے کاریگر نے تیار کی تھی دوسری طرف بھی نظر آ رہی ہے۔ یہی مثال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت پر صادق آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں خدا تعالیٰ نے انتہائی اعلیٰ درجہ کے کمالات پیدا کئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لوحِ قلب کو ایسا صیقل کیا کہ اُس پر حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا عکس ظاہر ہو گیا۔ یہی آپ کی ظلّی نبوت ہے۔ (الملک حبیب الرحمٰن)

• ماہِ امان (مارچ) کا خالد پہلے شماروں کی نسبت بہتر ہے۔ جزاکم اللہ۔ اگر آپ اور آپ کے رفقاء اسی طرح محنت اور توجہ سے کام کرتے رہے تو انشاء اللہ رسالہ کو بہت ترقی ہوگی۔ مجالس کی کارگزاری کو قارئین کے سامنے پیش کرنا بہت ضروری ہے۔ اس طرف توجہ دی جائے۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

• ماہِ امان کا خالد پڑھا۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ ہمارا رسالہ رفتہ رفتہ ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔ قرآنی دعاؤں کا سلسلہ بہت مفید ہے، اسے جاری رہنا چاہیئے۔ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کا مضمون بھی وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

(عبدالعزیز خان۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھکر)

• خالد کا تازہ شمارہ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ مضامین کی ترتیب بہت اچھی تھی۔ ادارہ مبارکباد کا مستحق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں جناب فیض چنگوی صاحب کی نظم بہت پسند آئی۔

(سید مقصود احمد۔ ٹیکسلا)

• ماہِ امان کا رسالہ موصول ہوا۔ رسالہ میں مضامین کو اس قرینے سے سجایا گیا ہے کہ دل چاہتا تھا اسے بار بار پڑھا جائے۔ امید ہے کہ رسالہ بہت جلد مزید ترقی کرے گا۔

(ملک منصور احمد ظفر۔ ٹیکسلا)

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و احسان

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمبا عرصہ انتہائی مظلومیت میں گزارا۔ مکہ میں تیرہ ۱۳ سال تک حضور اور آپؐ کے ماننے والے کفار کے مظالم کا نشانہ بنے رہے۔ کوئی ظلم نہ تھا جو آپؐ پر نہیں کیا گیا اور کوئی تکلیف نہ تھی جو آپؐ کو نہیں دی گئی۔ آپؐ کے متبعین کو مارا اور پیٹا گیا۔ بعض کو شہید کر دیا گیا۔ آپؐ کے رشتہ داروں اور آپؐ کی بیویوں کو انتہائی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خود آپؐ کی ذاتِ مبارک کو بے انتہا تکالیف دی گئیں۔ راستے میں کانٹے بچھا دیئے جاتے۔ آپؐ نماز ادا فرما رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں آپؐ کی پیٹھ پر اونٹ کی وزنی اوجھڑی رکھ دی گئی۔ ایک دفعہ گلے میں کپڑا ڈال کر اسے اتنے بل دیئے کہ آپؐ کا گلا گھٹنے لگا۔ آپؐ کو اور آپؐ کے متبعین کو تین سال تک دارِ ارقم میں محصور رکھا گیا۔ کھانے پینے کی انتہائی تکلیف دی گئی۔ یہاں تک کہ بعض اوقات صحابہ کرامؓ کو درختوں کے پتے اور کھجور کی گٹھلیاں کھا کر گزارا کرنا پڑا اور بالآخر جب ان سب تکلیفوں پر بھی کفار کو صبر نہ آیا تو آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی حفاظت کی اور آپؐ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ میں آنے کے بعد بھی کفار کی یہ مخالفت اور عداوت جاری رہی اور انہوں نے لشکر کشی کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ہر موقعہ پر مدد فرمائی اور کفار کو ہر موقعہ پر ناکامی کا سامنا ہوا۔ چند سالوں کے بعد مکہ فتح ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ جانی دشمن آپؐ کے سامنے قیدیوں کی صورت میں لائے گئے ـــــ خود یہ کافر بے حد خوفزدہ تھے ان کو اپنے تمام ظلم یاد آ رہے تھے اور اپنا انجام بھی نظر آ رہا تھا۔ دنیوی قانون کی رُو سے اُن کی سزا موت سے کسی صورت میں کم نہ تھی مگر جب وہ رحمۃٌ للعالمین کے سامنے پیش ہوئے تو حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ کفار کو اس محبت بھرے کلام سے ڈھارس بندھی۔ انہوں نے کہا وہی سلوک، جو حضرت یوسف علیہ السلام

نے اپنے دشمن بھائیوں سے کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و احسان کی نگاہ اُوپر اُٹھی اور حضورؐ نے فرمایا:۔

جاؤ تم سب کو معاف کیا جاتا ہے۔ یہ تھا اس مجسّم رحمت کا سلوک و احسان اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ!

(منصور احمد ملک ——— ربوہ)

تحریک جدید اور ہمارا فرض

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تو عیسائیت چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور تھی۔ آپؑ نے اس جہادِ اکبر میں حصہ لیا اور کیا تحریر اور کیا تقریر، غرض دونوں طرح سے مقابلہ کیا۔ جب حضورؑ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس حملہ کا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر آپؑ نے دنیا کو بتایا کہ:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا
نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے
قبول کرے گا اور بڑے زور آور
حملوں سے اس کی سچائی ظاہر
کر دے گا۔"

اور فرمایا کہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی۔ نیز فرمایا:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام
کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی
کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں
آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے
پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھیگا
جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔"

(فتح اسلام)

پھر حضور علیہ السلام نے اس اہم مشن کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا
ہوں۔ سو میرے ہاتھوں سے
وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھیگا
اور پھُولے گا اور کوئی نہیں جو
اس کو روک سکے۔"

(تذکرۃ الشہادتین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدّی اور پُر جلالی الفاظ میں دنیا میں یہ اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے ساتھ تھی اس لئے آپ ہر حملہ میں مظفر و منصور تھے۔

ساری دنیا میں اشاعتِ اسلام کا مشن تو حضور علیہ السلام کے ذریعہ شروع ہوا۔ پھر باقاعدہ طور پر خلافتِ ثانیہ میں "تحریک جدید" کے ذریعہ اس کا نظام قائم ہوا۔ اس تحریک کی بدولت آج کیا یورپ و انگلستان اور کیا امریکہ اور کیا ایشیا و افریقہ ہر کہیں احمدی مبلغین اسلام کی حیات بخش تعلیم سے پیاسی رُوحوں کو قلب و رُوح

کی تسکین کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں

اس تحریک کا دفتر اول جو کہ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۴ء تک تھا اور اس میں مجاہدین کی تعداد پانچ ہزار تھی اور ان کا وعدہ ایک لاکھ پچپن ہزار رہا۔

پھر ۱۹۴۴ء سے ۱۹۶۵ء تک دفتر دوم کا عرصہ تھا جس میں مجاہدین کی تعداد بیس ہزار سے اُوپر تھی اور اُن کا وعدہ تین لاکھ چوّن ہزار تھا۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ نئی نسلوں اور نئے احمدیوں کے حصول ثواب کی خاطر نومبر ۱۹۶۵ء کو دفتر سوم کا اجراء فرمایا۔ اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"تمام جماعتوں کو ایک باقاعدہ مہم کے ذریعہ نوجوانوں، نئے احمدیوں اور نئے کمانے والوں کو دفتر سوم میں شمولیت کے لئے تیار کرنا چاہیئے۔ دوست جانتے ہیں کہ جہاں ہر سال خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت بڑھتی ہے اور نئے احمدی ہوتے ہیں وہاں ہزاروں احمدی ایسے بھی ہوتے ہیں جو نئے نئے کمانے شروع کرتے ہیں۔ یہ ہماری نئی پود ہے اور ان کی تعداد کافی ہے۔ کیونکہ بچے جوان ہوتے ہیں تعلیم پاتے ہیں اور پھر کمانا شروع کرتے ہیں اور باہر سے بھی ہزاروں کمانے والے احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہمیں کافی احمدی مل سکتے ہیں جو دفتر سوم میں شامل ہوں۔ ہمارا یہ کام ہے کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کریں تاکہ وہ عملاً دفتر سوم میں شامل ہو جائیں۔ سو یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے دفتر سوم کا اجراء کیا جاتا ہے۔"

(الفضل ۲۷ اپریل ۱۹۶۶ء)

ہم خدام کا فرض ہے کہ ہم تحریک جدید کے دفتر سوم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی پوری ہمت اور طاقت صرف کر ڈالیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

(عبدالمالک گنج مغلپورہ لاہور)

اخلاقِ حسنہ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے ہمیں ہر وقت اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہمارا کونسا خُلق اور کونسا عمل سُنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہیں ہے۔ اگر ہمارے اخلاق حضورؐ کی سنّت کے مطابق نہیں ہیں تو ہم مُسلمان اور احمدی کہلانے کے مستحق نہیں۔

اخلاق کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا کے قول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی"

پس ہم میں سے ہر ایک خادم کو سچا احمدی بننے کے لئے اخلاقِ نبوی کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کی بداخلاقی کی وجہ سے لوگ اُس سے دُور بھاگیں وہ خدا کی نظر میں ایک ناپسندیدہ شخص ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے ملنے والے لوگوں کو مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملو۔

اس وقت میں اپنے خدام بھائیوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کو بھی ہمیں حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ بعض چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہمارے اخلاق اور کردار کی عکاسی کرتی ہیں لیکن ہم ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ مثلاً راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا۔ جیسے کانٹے، پتھر اور روڑے اور پھلوں کے چھلکے وغیرہ۔ کسی کا ہنسی مذاق نہ اُڑانا۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو ہمارے ایمان میں داخل ہیں۔ چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رستہ چلتے ہوئے کسی کانٹے دار چیز یا پاؤں کو پھسلانے والے چھلکے یا ٹھوکر لگانے والے پتھر یا بدبو پیدا کرنے والی گندگی کو اس خیال سے دُور کرے کہ میرے پیچھے آنے والے شخص کو تکلیف نہ پہنچے تو وہ ایسی نیکی کا کام کرنے والا ہوگا جو کہ ایمان کا حصہ ہے۔

اسی طرح آپؐ کے اپنے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی شخص سے سخت کلامی سے پیش نہیں آئے، کسی سوالی کو ردّ نہیں کیا، بیواؤں کی دستگیری کی، یتیموں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا، ہمسایوں کو اپنے حسن سلوک سے گرویدہ کیا۔ اگر کسی دشمن کی بھی بیماری کا سُنا تو فوراً اس کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ رحمۃ للعالمین نے جانوروں کو بھی شفقت اور رحمت میں شامل کیا۔

(طاہر محمد محمود ۔۔۔ قصور)

خدمتِ خلق

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ یعنی مومن لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنی ضروریات کے مقابلہ میں اپنے بھائیوں کی ضروریات کو مقدم کرتے ہیں خواہ اس میں اُن کو اپنا نقصان بھی برداشت کرنا پڑے۔

دراصل اسلام کا خلاصہ اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم کرنا اور اس کی مخلوق سے ہمدردی اور شفقت سے پیش آنا ہے۔ میرے مضمون کا تعلق اسلام کے ایک اہم حصہ یعنی خدمتِ خلق سے تعلق رکھتا ہے۔

اگر ہم صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے احکامات

کے مطابق اس کی مخلوق کی خدمت بجا لائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہم پر وسیع رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہے اور وہ خود اپنی رضا کی راہیں ہم پر کھولتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن کچھ بندے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائے گا کہ مَیں بُھوکا تھا، پیاسا تھا، ننگا تھا، کیا تم نے مجھے کھانا کھلایا؟ پانی پلایا؟ کپڑے پہنائے؟ بندے عرض کریں گے کہ اے خدا! تُو تو ان چیزوں سے پاک تھا۔ اس پر وہ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ بھُوکا، پیاسا اور ننگا تھا اس کو کھانا کھلانا، پانی پلانا اور کپڑے پہنانا گویا میری ہی خدمت کرنا تھا۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"خدمت کرو اور کرتے جاؤ۔ تمہارا نام خدام احمدیہ ہے۔ "خدام الاحمدیہ" کے معنی ہیں کہ تم "احمدی خادم" ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے۔ اگر تم واقعہ میں سچے احمدی بنو گے تو تھوڑے دنوں میں خدا تمہیں سید بنا دے گا۔ ہر شخص تمہارا ادب اور احترام کریگا۔ لوگ سمجھیں گے کہ ملک کی نجات ان کے ساتھ وابستہ ہے۔ دیکھو یہ کس طرح اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر ملک کی خدمت کرتے ہیں، تو اپنے اس مقام کو ہمیشہ یاد رکھو۔"

(خطاب سالانہ اجتماع ۲۰/۱۱/۵۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

(عبدالعزیز خان۔ بھکر)

جماعت احمدیہ کا پیدا کردہ عظیم الشان انقلاب

یہ بات کوئی وضاحت طلب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے قبل اسلام کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی۔ اسلام کو ایک یتیم اور کمزور سمجھ کر ہر طرف سے دشمن حملہ آور تھا۔ ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے گندے گندے اعتراضات کئے گئے کہ جن کو سُن کر ایک باغیرت مسلمان خون کے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ مسلمانوں کی سیاسی طاقت بھی ختم ہو گئی تھی اور انکی روحانی دنیا پر زوال آ چکا تھا۔

مسلمانوں کی اس زبوں حالی کو دیکھتے ہوئے مسلمان علماء اور دردمندانِ اسلام کے دل بیٹھے جا رہے تھے اور اُنہیں اس طوفانِ ضلالت سے

کشتیٔ اسلام کی نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تھا۔ جس کا اظہار مولانا حالی نے یوں کیا ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

امید کی کرن

آخر اللہ تعالیٰ نے پھر مسلمانوں کو خوشی کا دن دکھایا اور اپنے مسیح موعود کو قادیان کی مقدس بستی میں مبعوث فرمایا۔ آپ قادیان کی گمنام بستی سے شیر کی طرح گرجے اور بڑی تحدّی سے اعلان فرمایا ؎

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

آپ کے اس اعلان سے عیسائیت کے در و دیوار ہل گئے۔ آپ میدانِ جہاد میں کود پڑے اور دلائل و براہین کی شمشیرِ برہنہ سے باطل کا سر پاش پاش کر دیا اور اسلام کو چند دنوں کا مہمان قرار دینے والوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ آپ نے فرمایا:-

"اُس خدا نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا اور زخمی کیا تھا" (تریاق القلوب ۱۳-۱۴)

عظیم الشان انقلاب

آپ نے آتے ہی مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا جیسا کہ خدا کے مامور اور مرسل کیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعودؑ نے آکر دنیا کے سامنے زندہ خدا ـــ زندہ رسول ـــ اور زندہ کتاب ـــ کو پیش کیا۔ ہزاروں لاکھوں تشنہ روحوں کا تعلق اُن کے حیّ و قیوم محبوب و مطلوب خدا سے قائم کیا اور خدا تعالیٰ کا مجیب الدعوات ہونا ثابت کیا۔ اور دنیا کو چیلنج دیا کہ اگر کوئی دعا کا منکر ہے تو وہ میرے پاس آئے میں اُسے دعا کی تاثیر دکھلاؤں گا۔

آپ نے تمام دنیا کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت کیا اور مخالفین کو دلائل و براہین سے ناقابلِ فراموش شکستِ فاش دی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی باعزت وفات قرآن پاک سے ثابت کی۔ اور اس طرح آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انبیاء سے افضل ہونا ثابت کیا۔

آپ نے قرآن پاک کی گم شدہ عزت و عظمت کو دوبارہ لوگوں کے دلوں میں قائم کیا۔ کہیں تو علماء ناسخ و منسوخ کی ناقابلِ حل الجھنوں میں بُری طرح اُلجھے ہوئے تھے اور کہیں قرآن پر احادیث کو مقدم کیا جا رہا تھا اور کہیں تمام احادیثِ نبویہ کو سرے سے محض قصے سمجھا جاتا تھا۔ آپ نے آکر قرآن پاک اور احادیثِ نبویہ کو اُن کا اصل مقام دیا اور بتایا کہ قرآن سالمے کا سارا

قابلِ عمل ہے اور قیامت تک اس کا ایک شعشہ
بھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔

آپؑ نے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح
دیندار، با اخلاق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت
پیدا کر دی جو اپنا تن من دھن قربان کر کے تبلیغِ
اسلام کے جہاد میں سربکف ہے۔ اور اس تبلیغی
جہاد کے نتیجہ میں تمام ادیانِ باطلہ نیست و نابود
ہو رہے ہیں اور لاکھوں غیر مسلم حلقہ بگوشِ
اسلام ہو رہے ہیں اور لاکھوں تشنہ روحیں اس
دائمی اور ابدی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے
دیوانہ وار اسلام میں شامل ہو رہی ہیں ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

(غلام احمد خادم ــــ ربوہ)

اسلام

اسلام کے معنی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ
کے سپرد کر دینا، اپنے وجود کو کلیۃً اس کے
آستانہ پر ڈال دینا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں
ہر چیز قربان کر دینا جیسا کہ صحابہ کرامؓ نے
رضائے الٰہی کی خاطر اور اسلام کی راہ میں جانی
اور مالی قربانیاں دیں۔ وہ جنگوں میں خوشدلی
کے ساتھ بکروں کی طرح اپنے وجود کی قربانی پیش
کرتے اور اسلام کے مقابلہ میں اپنے اقرباء،
اموال اور عزت کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے تھے۔
اور یہی حقیقتِ اسلام ہے۔

یہ قربانیاں وہ لوگ کیوں دے رہے
تھے؟ صرف اسی لئے دے رہے تھے تا خدا
آسمان پر ہم سے راضی ہو اور اسلام دنیا کے
کناروں تک پہنچ جائے۔ ان ایمان لانیوالوں
پر تیرہ برس کی مدت تک سکیم کے تحت دردناک
مظالم کئے گئے۔ سچ ہے ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

۱۔ "اسلام کیا چیز ہے؟ وہی جلتی
ہوئی آگ جو ہماری سفلی زندگی
کو بھسم کر کے اور ہمارے باطل
معبودوں کو جلا کر سچے اور پاک
معبود کے آگے ہماری جان اور
ہمارے مال اور ہماری آبرو کی
قربانی پیش کرتی ہے۔ ایسے چشمہ
میں داخل ہو کر ہم ایک نئی زندگی
کا پانی پیتے ہیں اور ہماری تمام
روحانی قوتیں خدا سے یوں پیوند
پکڑتی ہیں جیسا کہ ایک رشتہ
دوسرے رشتہ سے پیوند کیا
جاتا ہے۔ بجلی کی آگ کی طرح
ایک آگ ہمارے اندر سے نکلتی
ہے اور ایک آگ اُوپر سے ہم پر

اُترتی ہے۔ ان دونوں شعلوں کے
ملنے سے ہماری تمام ہوا و ہوس
اور غیر اللہ کی محبت بھسم ہو جاتی
ہے اور ہم پہلی زندگی سے مر جاتے
ہیں۔ اِس حالت کا نام قرآن شریف
کی رُو سے اسلام ہے۔ اسلام
سے ہمارے نفسانی جذبات کو موت
آتی ہے اور پھر ہم دعا سے ازسرِ نو
زندہ ہو جاتے ہیں۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی خاطر کسی
قسم کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کیا تھا اسی طرح
آج بھی اسلام ہم سے ایسی ہی قربانیوں کا مطالبہ
کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اسلام کی حقیقت
کو سمجھنے والا اور حقیقی مسلمان بنائے۔ آمین

(عبدالمنان ــــ ربوہ)

توحید

ہر اک اس حقیقت کو پہچانتا ہے
خدا نے نہ بیٹی نہ بیٹا جنا ہے
تو پھر ذکرِ تثلیث کیسے چلا ہے
کسی نے یہ کیا خوب دھوکا دیا ہے

(محمد یعقوب ناز ــــ کراچی)

قلمی معاونت

ماہِ امان میں مندرجہ ذیل مجالس کے
خدام نے "خالد" کی قلمی معاونت فرمائی
ہے۔

ربوہ، کراچی، لندن، لاہور، راولپنڈی،
لائلپور، جہلم، میرپور خاص، بھکر، قصور،
گوجرہ، کوونڈی، ساہیوال۔

ادارہ ان مجالس اور خدام کی مساعی
کا ممنون ہے۔ امید ہے کہ دیگر مجالس بھی اپنے
رسالہ کی قلمی معاونت کے لئے سعی فرمائیں گی۔

(ادارہ)

علمی سوال و جواب

قارئینِ خالد سے التماس کی گئی تھی
کہ رسالہ میں علمی سوال و جواب کا سلسلہ جاری
کرنے کے لئے اہم علمی سوالات بھجوائیں لیکن
اس طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ مکرر التماس
کی جاتی ہے کہ قارئین سوالات بھجوا کر اس
دلچسپ سلسلہ کو جاری کرنے میں ادارہ کی
معاونت فرمائیں۔

(ادارہ)

ماہِ شہادت (اپریل) کے چند اہم تاریخی واقعات

- اسی مہینہ میں دشمنانِ اسلام نے دھوکے اور غداری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کرکے بعض اکابر صحابہؓ کو بطور معلّم و مبلّغ اپنے ہاں بلا کر بے دردی سے شہید کر دیا۔ یہ واقعہ اس ماہ میں دو دفعہ پیش آیا۔ ایک دفعہ رجیع کے مقام پر جہاں آپؐ نے چھ یا سات اکابر صحابہؓ کو بھیجا تھا اور دوسری دفعہ بئر معونہ کے مقام پر جہاں آپؐ نے ابو براء کلابی، رئیس بنی کلاب کی درخواست پر اور اس کے ذمہ داری لینے پر ستّر بزرگ اور حافظِ قرآن صحابہؓ کو ان لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بھیجا تھا۔ ظالم کفار نے سوائے ایک صحابی کے باقی سب کو بے رحمی سے شہید کر دیا اس لئے اس مہینہ کا نام شہادت رکھا گیا ہے۔

- ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قمر الانبیاء (یعنی نبیوں کا چاند) کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

- ۶ اپریل ۱۸۹۴ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے سورج گرہن کا نشان ظاہر ہوا۔

- اپریل ۱۸۹۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کتاب بنام "مسیح ہندوستان میں" تصنیف فرمائی جس میں عقلی و نقلی دلائل ساطعہ سے آپ نے ثابت فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کو صلیب سے زندہ اتار لیا گیا تھا جس کے بعد وہ کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں ان کی طبعی طور پر وفات ہوئی۔

- ۱۱ اپریل ۱۹۰۰ء کو عید الاضحی کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عربی زبان میں ایک پُر معارف خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو خطبہ الہامیہ کے نام سے معروف ہے۔ اس بارے میں آپ کو الہام ہوا تھا کہ "آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔" نیز یہ الہام ہوا تھا "کلامٌ اُفصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ" یعنی کلام میں رب کریم کی طرف سے فصاحت بخشی گئی۔

- یکم اپریل ۱۹۰۱ء کو چند اجلاسوں میں جو مسجد اقصیٰ و مسجد مبارک میں منعقد ہوئے یہ فیصلہ ہوا کہ انگریزی رسالہ "ریویو آف ریلیجنز"

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے
انگریزی تراجم کے لئے ایک مستقل ادارہ "انجمن
اشاعتِ اسلام" کے نام سے قائم کیا جائے۔
یہ جماعت احمدیہ کا پہلا اشاعتی ادارہ ہے
جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگرانی
میں قائم ہوا اور ۱۹۰۶ء کے آغاز میں صدر انجمن
احمدیہ کے وجود میں آنے پر دوسرے اداروں
کے ساتھ یہ ادارہ بھی اس میں مدغم کر دیا گیا۔

• اپریل ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے "دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء"
کے نام سے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جس
میں اپنے الہامات کی روشنی میں طاعون کا
روحانی پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا
کہ یہ وبا آپ کی مخالفت کے باعث نمودار
ہوئی ہے۔ اور یہ اس وقت تک فرو ہوگی
جب تک لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول نہ
کرلیں یا کم از کم شرارت، ایذا اور بدزبانی
سے باز نہ آجائیں۔

• ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو کانگڑہ میں ایک قیامت خیز
زلزلہ آیا۔ ہزاروں آدمی اس زلزلہ سے
ہلاک ہوئے۔ سینکڑوں عالیشان کوٹھیاں
اور چھاؤنیوں کی عمارتیں مسمار ہوگئیں۔ یاد
رہے کہ اس زبردست زلزلہ کے واقع ہونے
سے پہلے یعنی دسمبر ۱۹۰۳ء کو بذریعہ رؤیا
"زلزلہ کا دھکہ" آنے کی خبر اللہ تعالیٰ کی
طرف سے دی گئی تھی۔ اسی طرح یکم جون
۱۹۰۴ء کو آپ کو الہام ہوا تھا "سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا
وَمُقَامُهَا" یعنی تمہارے لئے سلامتی
ہے۔ تم خوش رہو۔ عارضی رہائش کے مکانات
بھی مٹ جائیں گے اور مستقل رہائش گاہیں بھی۔

• ۵ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے "الدعوت" کے نام سے ایک اشتہار
دیا جس میں آپ نے پے درپے زلازل کی طرف
توجہ دلاتے ہوئے دعوت و تبلیغ کر کے ان
الفاظ میں اتمامِ حجت فرمائی "عزیزو! شرم
اور حیا کرو کہ خدا کے دن آگئے اور آسمان
تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جن کو تمہارے
آباد و اجداد کو خبر نہ تھی۔ مبارک وہ جو
میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔"

• ۱۷ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے "فتح عظیم" کے نام سے ایک رسالہ
تصنیف فرمایا جس میں آپ نے ڈوئی سے
مباہلہ کے بعد کے حالات اور موت کا مفصل
ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں ہمیشہ اس بارہ
میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب
کی موت چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ
نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن
ہلاک کیا جائے گا۔"

• ۲۷ر اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(بقیہ صفحہ [illegible] پر)

انگلیوں کے نشانات اور انکی اہمیت

(مکرم شریف احمد خان صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج - ربوہ)

انسانی ہتھیلی، انگلیوں، پاؤں کے تلوے اور پاؤں کی انگلیوں پر ننھے ننھے بے معلوم سے لمبے لمبے اُبھاروں کا ایک جال سا بچھا ہوا ہوتا ہے۔ ذرا اپنا ہاتھ غور سے دیکھئے اس کے اندر کی طرف انگلیوں کے پوروں پر، ہتھیلی پر بڑی لکیروں کے علاوہ جو کہ پامسٹوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہیں بہت باریک خطوط واقع ہیں۔ ان کو عرف عام میں انگلیوں کے نشانات ——— (FINGER PRINT) کہا جاتا ہے۔

ننھی ننھی باریک لکیروں کا یہ جال جس سے ہمارے ہاتھ اور پاؤں کی تلوی سطح کا کوئی بھی حصہ خالی نہیں ساری عمر ہمارا ساتھ اسی صورت میں دے گا۔ نہ ہی یہ تبدیل ہوگا اور نہ ہی یہ مٹے گا۔ فراعنۂ مصر کی ممیاں جو ۲۰۰۰ سال پرانی ہیں اُن کے ہاتھوں کی لکیریں بالکل اچھی حالت میں ابھی تک موجود ہیں اور ماہرین اُن کا مطالعہ کر رہے

انگلیوں کی لکیروں کے ڈھانچے کی بناوٹ و ترکیب

اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ انگلیوں کی لکیروں سے مراد انگلیوں اور ہتھیلی پر ننھے ننھے لکیر دار اُبھار مراد ہیں۔ اگر آپ اپنے ہاتھ کے اِن اُبھاروں کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ اُبھار جگہ جگہ مختلف ہوتے ہیں کہیں یہ گول دائروں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ (شکل نمبر ۱)

کہیں یہ تین خطی شکل بناتے ہیں (شکل نمبر ۲)

کہیں یہ ایک دوسرے کے متوازی چلے جاتے ہیں۔ (شکل نمبر ۳)

کہیں یہ یکدم پیچھے کی طرف مُڑ جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک لچھہ کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ (شکل نمبر ۴)

اگر آپ مزید غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی خط پورا نہیں۔ یہ جگہ جگہ سے ٹوٹے ہوئے اور ایک دوسرے میں کچھ وقفہ کے بعد مدغم ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ غور سے ایک خط کو مزید دیکھیں تو یہ خط سیدھا نہیں ہوگا۔ بلکہ ننھے ننھے اُبھاروں کے ملنے سے بنا ہوگا۔ (شکل نمبر ۲)

چنانچہ اس طرح اس قسم کی مختلف شکلوں سے مل کر تمام ہاتھ پر ان ننھی ننھی لکیروں کا جال سا بنا ہوا ہوتا ہے۔

نشانات کی پیدائش:-

یہ نشانات جب بچہ ماں کے پیٹ میں ۱۲ ہفتہ کا ہوتا ہے اس وقت بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلے پہل ہاتھوں اور پاؤں کی کھال پر کسی قسم کی سلوٹ یا اُبھار نہیں ہوتا اور یہ سیدھی اور صاف ہوتی ہے۔ بارھویں ہفتہ کے دَوران کھال میں لہریں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور اس طرح بچہ کے ہاتھ اور پاؤں کی کھال مخصوص لکیر دار نشانات سے بھر جاتی ہے۔ ان لکیر دار اُبھاروں پر پسینہ کے سوراخ کھُلتے ہیں۔ یہ نشانات اَن مٹ، بے بدل اور تاعمر بچے کا ساتھ دیتے ہیں۔ بچے کے ہاتھ پاؤں عمر کے ساتھ ساتھ بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ لیکن یہ نشانات ویسے کے ویسے رہتے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ہاتھ پاؤں اور مختلف اعضاء کا قد بچے کی عمر کا ساتھ نہیں دیتا مگر یہ چھوٹے چھوٹے اُبھاروں سے بنا ہوا جال بچے کا تاعمر ساتھ دیتا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ اگر اتفاق سے کسی حادثہ کی بناء پر کھال خراب ہو جائے یا ضائع ہو جائے پھر جب نئی کھال بنتی ہے تو اس میں بھی وہی مخصوص لکیردار بناوٹ بنتی ہے۔ اسی طرح موسم گرما میں ہاتھ کی کھال تبدیل ہوتی ہے تو اس وقت بھی وہی پرانا جال نئی کھال میں اُبھر آتا ہے۔

انگلیوں کے نشانات کی اہمیت

اگر آپ اپنے ہاتھ اور اپنے دوست کے ہاتھ کی لکیروں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا

کہ دونوں ہاتھوں کی لکیروں میں بہت اختلاف ہے ——اسی طرح اگر آپ اپنے دونوں ہاتھوں کی لکیروں کا مطالعہ کریں تو اختلاف ظاہر ہو جائیگا۔ اگر آپ ایک ہی ہاتھ کی مختلف انگلیوں کے نشانات کا مطالعہ کریں تو اُن کے نشانات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گے۔ چنانچہ یہ تحقیق کر کے ثابت کیا جا چکا ہے کہ کسی دو آدمیوں کی انگلیوں کے نشانات ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جڑواں بچوں میں بھی ان لکیروں میں اختلاف ہوتا ہے خواہ شکل و شباہت میں کوئی فرق نہ ہو——!

ان نشانات کی یہی خصوصیت انکی اہمیت و افادیت کو آشکار کرتی ہے۔ چنانچہ ان نشانات سے کسی انسان کی شناخت کی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان پڑھ لوگ جو اپنے دستخط نہیں کر سکتے —— اپنے انگوٹھے کا نشان سرکاری کاغذوں پر لگاتے ہیں۔ اور اس انگوٹھے کے نشان کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ان کی یہی خصوصیت چوروں، ڈاکوؤں وغیرہ کی شناخت میں مدد دیتی ہے۔ چور جہاں جہاں ہاتھ لگاتے ہیں۔ وہاں یہی انگلیوں کے نشانات اپنے دھبے چھوڑ جاتے ہیں بعد میں سراغرساں ان نشانات کو مخصوص طریقوں کے ساتھ محفوظ کر لیتے ہیں اور ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جن لوگوں پر شک ہوتا ہے ان کی انگلیوں کے نشانات کا ان دھبوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس طرح بآسانی اصل مجرم کو پکڑا جاسکتا ہے۔ اس طریقہ کے استعمال سے آئے دن بہت سی چوری کی واردات کا سراغ لگایا جاتا ہے۔

مختلف اقوام میں ان لکیروں کی بناوٹ بھی مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً جاوا سماٹرا کے رہنے والوں اور چینیوں میں دیکھا گیا ہے کہ یہ نشانات گول دائرہ کی شکل کے بہ نسبت دوسری اقوام کے زیادہ ہوتے ہیں۔ اور ان اقوام کے نشانات مغربی یورپ کی اقوام سے زیادہ پیچدار ہوتے ہیں۔ افریقہ کی اقوام میں گول دائرے کم ہوتے ہیں اور سیدھی لکیریں زیادہ ہوتی ہیں۔ بُش مین (BUSH MAN) ایک قوم جو افریقہ میں پائی جاتی ہے' میں باقی تمام اقوام سے کم گول دائرے ہوتے ہیں۔ لہذا ان لکیروں کے مطالعہ سے علم انسانیات کے ماہرین قوم کا پتہ بھی لگا سکتے ہیں۔

اسی طرح علم وراثت (GENETICS) کے ماہرین نے دریافت کیا ہے کہ جن لوگوں میں پیدائشی جنسی خرابیاں ہوتی ہیں ان کی بنیاد دراصل جسم انسانی کے مختلف قویٰ کی بناوٹ اور نشوونما کو کنٹرول کرنے والے اجسام میں خرابی کی وجہ ہوتی ہے۔ ان اجسام کو کروموسومز—— (CHROMOSOMES) کہتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ جنسی خرابیوں والے لوگوں میں جنس کو کنٹرول کرنے والے اجسام اپنی قدرتی تعداد سے

دوگنا، تین گنا بلکہ چار گنا بڑھ جاتے ہیں اور اس طرح نظامِ تولد و تناسل میں بے ہنگم خرابیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ انگلیوں کی لکیروں کے ماہرین نے یہ معلوم کیا ہے کہ ان خرابیوں کا اثر انگلیوں کی لکیروں پر بھی پڑتا ہے اور ان کی تعداد بھی کروموسومز کی تعداد کے ساتھ گھٹتی یا بڑھتی رہتی ہے۔ چنانچہ ان لکیروں کے مطالعہ سے نظامِ تولد و تناسل میں خرابیوں کے متعلق معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ پیدائشی ہیں یا غیر پیدائشی۔ اور اس طرح علاج معالجہ میں آسانی پیدا کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اگر بیماری غیر پیدائشی ہو تو قابلِ علاج ہوتی ہے۔

آپ نے دیکھا ہو گا بعض انسانوں میں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے انسانوں کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ چھٹی انگلی کی لکیریں بھی ایک خاص اور مخصوص طرز پر بنی ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض اوقات ہاتھ یا پاؤں کی انگلیاں گھٹ کر تین یا دو رہ جاتی ہیں یا دو انگلیاں آپس میں جڑ جاتی ہیں۔ ان کی لکیروں کی بناوٹ میں بھی خاص طرز اور طریق پایا جاتا ہے۔

ہاتھ اور پاؤں کی لکیروں کا قدرتی استعمال

آپ نے دیکھا ہو گا کہ گاڑی یا موٹر کے انجنوں میں بلکہ گھڑیوں میں کپڑے سینے والی مشینوں میں دندانے دار گراریاں لگی ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے دندانوں میں پھنس کر گھڑی کو یا انجن کو چلاتی ہیں۔ قدرتی طور پر انسانی ہاتھ یا پاؤں پر یہ ننھے ننھے اُبھار چھوٹے چھوٹے دندانے ہیں جو کسی چیز کو پکڑنے میں مدد دیتے ہیں۔ جب ہم کسی چیز کو پکڑتے ہیں تو یہ دندانے اس چیز میں دھنس جاتے ہیں اور اس طرح گرفت کی مضبوطی میں مدد دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے دیکھا ہو گا کہ ملائم چیزوں مثلاً شیشے کے گلاس وغیرہ کو ہم بآسانی پکڑ سکتے ہیں۔ یہ بھی انہی ننھی ننھی لکیروں کی بدولت ہے۔

انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے ہاتھ پاؤں میں بھی اسی قسم کے اُبھار پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کینچوا، سانپ، چھپکلی، کُتّا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کو چلنے میں مدد دیتے ہیں۔ اصول وہی گراری والا ہے۔ یعنی ایک پاؤں کے اُبھار مٹی میں دھنس جاتے ہیں اور اس طرح جسم کے بوجھ کو سہارنے میں مدد ملتی ہے اور جانور پھسلتا نہیں۔ اس طرح ایک ایک پاؤں کر کے جانور چلتا ہے۔ کینچوے اور سانپ میں بھی یہ اُبھار پہلے اگلے حصہ کی مٹی میں دھنستے ہیں اور جسم کا پچھلا حصہ آگے کی طرف سکڑتا ہے پھر پچھلے حصہ کے اُبھار مٹی میں دھنستے ہیں اور اگلا حصہ آگے کی طرف حرکت کرتا ہے۔ یہ حرکت نہایت تیزی سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دونوں جانور نہایت تیزی کے ساتھ

حرکت کرتے ہیں۔ انسانی پاؤں میں ان لکیروں کا استعمال بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

اگر پاؤں کے یہ نشانات نہ ہوتے تو ہمارے لئے تیز دوڑنا یا چکنی سطح پر چلنا نہایت مشکل ہوتا۔ ہماری مثال ایسی ہوتی جیسے کہ برف پر چلنے والے لوگوں کی ہوتی ہے۔ پاؤں ادھر اُدھر پھسلتے اور چلنا دشوار ہو جاتا۔ ان ننھی ننھی لکیروں کی بدولت ہم بآسانی ہر قسم کی سطح پر چل پھر سکتے ہیں۔

القصہ یہ ننھی ننھی ہاتھ اور پاؤں کی لکیریں انسان کی نسل، قوم، اس کی اپنی پہچان اور اس کی اندرونی بیماریوں پر شاہد ہوتی ہیں ــــ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ہاتھ اور پاؤں کی گواہی کا ذکر کیا ہے۔ شاید ہمارے اعمال بھی انہی چھوٹی چھوٹی لکیروں پر نقش ہوتے ہیں، یہ تو سائنس کی آئندہ تحقیق ہی بتا سکتی ہے +

ماہِ شہادت کے چند اہم تاریخی واقعات (از صفحہ ۳۵)

لاہور جانے کے لئے قادیان سے بٹالہ روانہ ہوئے۔ حضورؑ کے ہمراہ اس وقت گیارہ افراد تھے۔ یہ حضور علیہ السلام کی زندگی کا آخری سفر تھا۔

● ۱۰ اپریل ۱۹۱۴ء کو عہد خلافتِ ثانیہ میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیئے۔

● ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کے ماتحت تبلیغ و اشاعت اسلام کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے مسجد مبارک میں ملک بھر کے احمدی نمائندگان کی مجلس شوریٰ ہوئی۔ باہر سے شامل ہونے والے نمائندوں کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد تھی۔

● ۱۴ اپریل ۱۹۱۶ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے" زندہ خدا کے زبردست نشان" کے نام سے ایک ٹریکٹ لکھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئی دربارہ زارِ روس کے پورا ہونے کی وضاحت فرمائی۔ پیشگوئی کے الفاظ یہ تھے۔" زار بھی ہوگا تو ہوگا اُس گھڑی باحالِ زار"

● اپریل ۱۹۲۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت میں حفظِ قرآن کی تحریک فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ کم از کم تیس آدمی قرآن کریم کا ایک ایک پارہ حفظ کریں۔ چنانچہ کئی اصحاب نے اس تحریک پر لبیک کہا۔

● ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء کو صدر انجمن احمدیہ نے امت

چند مجالس کی نمایاں مساعی

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی

یوم اصلاح وارشاد

۱۸ر صلح کو "یوم اصلاح و ارشاد" منایا گیا۔ جس میں ۴ مقامی مربیان نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ گیارہ حلقہ جات میں غیر از جماعت دوستوں کے ۱۰۰ افراد میں گیارہ تبلیغی پارٹیاں منعقد کی گئیں اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

ہفتہ تحریک جدید

۲۲ تا ۲۸ تبلیغ "ہفتہ تحریک جدید" منایا گیا جس میں کوشش کی گئی کہ جو خدام اس جہاد میں شامل نہیں وہ شامل ہو جائیں۔ نیز وعدہ جات کے حصول کے لئے بھی کوشش کی گئی۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ۸۹ خدام کو دفتر سوم میں شامل کیا گیا۔

کارڈ سسٹم کا اجراء

مکمل کوائف پر مشتمل کارڈ کا اجراء کیا گیا جس میں زیر تبلیغ افراد کا ریکارڈ رکھا جائے گا۔

انتظام روزگار

بیکاران کو روزگار مہیا کرنے کے لئے ایک مجلس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس نے ماہ تبلیغ میں چھ افراد کو روزگار دلایا۔ اس مجلس کا کام اچھی ملازمت دلانا بھی ہے چنانچہ دو احمدی نوجوانوں کو اچھی ملازمت پر فائز کیا گیا۔

مجالس خدام الاحمدیہ انگلستان

ماہ صلح میں مجلس خدام الاحمدیہ لندن کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ٹیپ شدہ تقریر سنائی گئی۔ اس اجلاس میں ۱۲۰ افراد نے شرکت کی۔ نیز اس ماہ مجلس خدام الاحمدیہ جلنگم کے خدام کو بعض قرآنی دعائیں یاد کروائی گئیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ گلاسگو کا ماہانہ اجلاس ۱۸ر صلح کو ہوا جس میں واقفین عارضی نے تقاریر فرمائیں۔ حاضری نہایت خوشکن تھی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کرائیڈن نے بھی اپنا ماہانہ اجلاس منعقد کیا۔ جس میں مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس کے اختتام پر آپ نے خدام کو بعض نصائح بھی فرمائیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ

تصویری تبلیغی نمائش

جلسہ سالانہ ۱۳۴۸ھش کے موقع پر مجلس ہذا نے ایک تصویری تبلیغی نمائش کا انعقاد کیا۔ اس نمائش کے انعقاد کا سہرا مجلس کے ایک ہونہار خادم مکرم ظفر احمد خان صاحب کے سر ہے جنہوں نے مجلس کے تعاون سے اس نمائش کو اور زیادہ وسعت دی۔ اس نمائش میں ۳۲۵ تصویری چارٹس اور ۱۰۰ تحریری چارٹس آویزاں کئے گئے تھے۔ نمائش میں تبلیغی مساعی کے علاوہ تصاویر و تحریرات کے آئینہ میں تاریخ احمدیت کو بھی پیش کیا گیا تھا۔ اس طرح اس کی افادیت اور زیادہ ہوگئی۔ ایک اندازہ کے مطابق تیس ہزار افراد نے اس نمائش کو دیکھا اور اسے بہت کامیاب قرار دیا۔

گشتی لائبریری کا قیام

مجلس ہذا نے ایک گشتی لائبریری کا انعقاد کیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی کتب شامل ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ خدام کو گھروں پر کتب دی جاتی ہیں۔ بعد میں بعض سوالات کے ذریعہ جائزہ لیا جاتا ہے کہ خدام نے کتب کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں۔ تسلی بخش جواب پر اس کتاب کا تعلیمی کارڈ میں اندراج کیا جاتا ہے۔ اس لائبریری کے قیام سے خدام میں حصول علم کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ ماہ صلح میں ۴۶ خدام نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ۶۵ کتب کا مطالعہ کیا اور ماہ تبلیغ میں ۵۶ خدام کو کتب مہیا کی گئیں۔ نیز بلحاظ حلقہ جات، حلقہ شرقی اور جنوبی میں بھی گشتی لائبریری کا قیام عمل میں آیا۔

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

ریفریشر کورس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مورخہ ۸ اور ۹ صلح کو جامعہ احمدیہ کے ہال میں عہدیداران کا ایک دو روزہ کورس منعقد کیا گیا۔ جس میں مجلس کے امور کو بطریق احسن سرانجام دینے کے لئے ہدایات دی گئیں۔

ربوہ کے کل ۲۲ حلقہ جات سے عہدیداران اس کورس میں شامل ہوئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کورس بلحاظ افادیت نہایت کامیاب رہا۔

(ا۔ ح۔ ک)

شعبۂ اطفال

تربیت اطفال اور خدام الاحمدیہ

شعبہ اطفال مجلس خدام الاحمدیہ کا اہم ترین شعبہ ہے۔ بچے قوم کی 'نرسری' ہوتے ہیں۔ پڑھا لکھا ہر فرد بخوبی علم رکھتا ہے کہ باغبان کو اپنے باغ میں سب سے زیادہ توجہ، محنت اور حفاظت نرسری کی ہی کرنا پڑتی ہے۔ وہ ہر قسم کی احتیاطی تدابیر مدِنظر رکھتا ہے۔ اگر وہ ذرا سی بے احتیاطی کرے پانی یا کھاد دینے میں یا سردی گرمی سے بچانے میں تو نرسری کی بالیدگی اور نشو و نما میں بہت فرق پڑ جاتا ہے۔ بعض دفعہ تو نرسری کے ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ دوسری مثال یوں بھی دی جا سکتی ہے کہ بچے شجرۂ طیبہ کی نازک کونپلیں ہوتے ہیں۔ اِن نرم و نازک کونپلوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمہ داری ہمارے پیارے آقا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدام الاحمدیہ پر ڈالی ہے۔ خدام الاحمدیہ جو شجرۂ طیبہ کی جڑیں ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اطفال الاحمدیہ جو اس شجر کی کونپلیں ہیں ان کو سرسبز و شاداب اور ہرا بھرا رکھنے کے لئے تعلق باللہ کے پانی سے سیراب رکھیں اور قرآنِ کریم کی نورانی کھاد سے زرخیز رکھیں تا یہ کونپلیں بڑھ کر درخت بنیں اور اپنے شیریں اثمار سے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں۔ اِس کے لئے عہدیداران کو پوری محنت کے ساتھ اطفال الاحمدیہ کے بنیادی پروگراموں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اطفال کی تربیت کرنا ہے۔ ہم نے اطفال میں جو اخلاق پیدا کرنے ہیں وہ انکے عہد میں بیان ہیں کہ وہ دینِ اسلام اور احمدیت، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر دم تیار رہیں۔ وہ ہمیشہ سچ بولنے والے ہوں اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرنیوالے ہوں یہ صفات یا یہ استعدادیں ہم نے بچوں میں پیدا کرنی ہیں۔ ہماری کامیابی کا ثبوت یہ ہے کہ تمام بچے جن کی تربیت کی ذمہ داری ہم پر ہے تربیت کے اِن مذکورہ انتہائی مراتب تک پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق بخشے۔ آمین

(ملک محمد اعظم — ناظم اطفال الاحمدیہ۔ ربوہ)

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ

اسلام نے جہاں والدین کا حق اولاد پر تسلیم کیا ہے اور اولاد کو ماں باپ کی عزت و تکریم اور ان کی خدمت و اطاعت کی انتہائی تاکید کی ہے وہاں والدین کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اپنی اولاد کا ادب

اکرام کریں اور ان کو اچھے اخلاق سے متصف کریں چنانچہ حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

" اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَ
اَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ "

(ابنِ ماجہ)

اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور ان کی تربیت کو بہترین رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔

اِس حدیث سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کو اِس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا رویہ رکھیں جس سے ان کے اندر وقار اور عزتِ نفس کا جذبہ پیدا ہو اور اس کے بعد انکی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دیں تاکہ وہ بڑے ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہترین صورت میں ادا کر سکیں اور قوم و ملک و مذہب کی ترقی کا موجب ہوں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی جب تک کہ اس قوم کے افراد اپنے پیچھے اپنی اولاد کو اپنے سے بہتر اور عمدہ حالت میں چھوڑ کر نہ جائیں۔ اگر ہر باپ اس بات کا اہتمام کرے کہ وہ اپنی اولاد کو علم اور عمل دونوں میں اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر جائے گا تو یقیناً قوم و ملک و ملت کا ہر اگلا قدم ہر پچھلے قدم سے ترقی کی طرف اُٹھے گا اور ایسی قوم بفضلِ خدا قعرِ مذلت سے بچائی جائے گی۔

اکثر والدین اِس زرّیں اُصول کو مدِّنظر نہیں رکھتے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کئی بچے ماں باپ سے بہتر ہونا تو درکنار ایسی حالت میں پرورش پاتے ہیں کہ گویا ایک زندہ انسان کے گھر میں مُردہ بچہ پیدا ہو گیا ہے۔

ایسے ماں باپ بچوں کے کھانے پینے اور لباس وغیرہ کا تو خیال رکھتے ہیں لیکن ان کی تربیت کی طرف سے عموماً ایسی غفلت برتتے ہیں کہ گویا یہ کوئی قابلِ توجہ چیز ہی نہیں۔ تربیت کا مقام تعلیم کی نسبت بہت زیادہ بلند ہے۔ اس طرح ایک کم تعلیم یافتہ مگر اچھے اخلاق کا انسان جس کے اندر محنت، صداقت، دیانت، شرافت، قربانی اور خوش خلقی کے اوصاف پائے جائیں اس اعلیٰ تعلیمیافتہ انسان سے بہتر ہے جس کے سر پر گدھے کی طرح بوجھ تو لدا ہوا ہے مگر وہ اعلیٰ اخلاق سے خالی ہے۔ قرآنِ مجید میں اِس آیتِ کریمہ میں یہی اشارہ کیا ہے۔ فرمایا اولاد کی تربیت سے غفلت برتنا انہیں قتل کرنے کے مترادف ہے۔ اور ارشادِ باری ہے:-

"لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ"

یعنی خراب تربیت کے ذریعہ اپنی اولاد کو ہلاکت کے گڑھوں میں نہ ڈالو۔

بچوں کی تربیت کا ایک بڑا اُصول ان کا اکرام کرنا ہے۔ اولاد کا اکرام و احترام ایک ایسی بات ہے جس کی طرف اسلام کے سوا

کسی اور شریعت نے توجہ ہی نہیں دی کیونکہ دنیا کے کسی اور مذہب نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا کہ اولاد کے واجبی اکرام کے بغیر بچوں کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا نہیں کئے جا سکتے۔

پس والدین کو چاہیئے کہ وہ اکرامِ اولاد کے اصول کو اپناتے ہوئے اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریں۔

(سید شمشاد احمد ناصر۔ ربوہ)

نصاب سالانہ امتحانات مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

۱۔ **مبتدی**:۔ قرآن کریم:۔ یسرنا القرآن اور قرآن مجید ناظرہ۔ آخری تین سورتیں حفظ۔ پہلا پارہ معہ ترجمہ۔

حدیث:۔ چالیس جواہر پارے۔

کتب سلسلہ:۔ ہمارا رسولؐ۔ سیرت مسیح موعودؑ۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق۔ احمدیت کا پیغام۔

۲۔ **متقدم**:۔ قرآن کریم:۔ باترجمہ سورہ آلِ عمران کے آخر تک۔ حفظ سورہ لہب۔ سورہ نصر۔ سورہ کافرون۔

حدیث:۔ نبراس المومنین فقہ:۔ فقہ کے ابتدائی مسائل۔

کتب سلسلہ:۔ فتح اسلام۔ ایک غلطی کا ازالہ۔ الوصیت۔ تین مسئلے از مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا۔ کتابچہ عام دینی معلومات۔

۳۔ **مقتصد**:۔ قرآن کریم:۔ باترجمہ سورہ انفال کے آخر تک۔ حفظ سورۃ الکوثر۔ الماعون اور قریش۔

حدیث:۔ احادیث الاخلاق (مصنفہ مولوی غلام باری صاحب سیف)

کتب سلسلہ:۔ برکات الدعا۔ کشتی نوح۔ سیرت خیر الرسل۔ دعوۃ الامیر ص ۱۲۶ تک۔ کتابچہ عام دینی معلومات

۴۔ **سابق**:۔ قرآن کریم:۔ باترجمہ سورۃ الانبیاء کے آخر تک۔ حفظ سورہ فیل۔ العصر۔ القارعہ۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین ص ۱۲۷ تک۔

کتب سلسلہ:۔ رازِ حقیقت۔ نشانِ آسمانی۔ دعوۃ الامیر ص ۱۲۷ تا آخر۔ کتابچہ عام دینی معلومات۔

۵۔ **فائق**:۔ قرآن کریم:۔ باترجمہ سورۃ الجاثیہ کے آخر تک۔ حفظ سورۃ القدر۔ التین۔ الم نشرح۔

حدیث:۔ حدیقۃ الصالحین ص ۱۲۸ تا ص ۲۷۱۔

کتب سلسلہ:۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ شہادۃ القرآن۔ تین اہم امور۔ خلافتِ حقہ اسلامیہ۔ مختصر تاریخ احمدیت (مصنفہ شیخ خورشید احمد صاحب) کتابچہ عام دینی معلومات

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

قائدین کرام سے ایک ضروری التماس

ماہانہ رپورٹ میں شعبہ تعلیم کے کوائف پورے طور پر نہیں بھجوائے جاتے۔ شعبہ تعلیم میں جو سوالات درج ہیں انکے جوابات مکمل طور پر پُر کیا کریں اور ضروری اعداد وشمار درج کئے جائیں۔ اگر کسی مہینہ کام نہ ہو سکا ہو تو لکھ دیں کہ کام نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ اپنی مجالس میں تعلیمی کلاسز بھی جاری کروائیں اور تعلیمی کلاسز میں قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ اگر کوئی خادم ناظرہ نہیں پڑھ سکتا تو اسے قاعدہ یسرنا القرآن پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ماہِ شہادت کے چند تاریخی واقعات

(بقیہ صفحہ ۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل میں مدرسہ احمدیہ کو ترقی دیکر جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک مستقل ادارے کے قیام کا فیصلہ کیا۔ ابتداءً جامعہ احمدیہ کی چار جماعتیں کھولی گئیں۔

- اپریل ۱۹۲۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا "اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔

- ۲۰ اپریل ۱۹۵۲ء کو اُم المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا نے ربوہ میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔ (م-ک-د)

میرے پیارے نوجوانو!
اللہ تعالیٰ ہر ہر قدم پر آپ کے حامی و ناصر ہوں۔ پھر بھی اگر خدانخواستہ اگر آپ کسی الجھن یا بیماری میں مبتلا ہوں تو براہِ کرم تفصیلی حالات لکھیں آپ کی ہر ممکن رہنمائی کی جائے گی۔
اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور خوشیوں بھری کامیاب زندگی عطا فرمائیں اور احمدیت کے مضبوط اور دلکش ستون بننے کی سعادت بخشیں۔ ہمارا دواخانہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کا اپنے مبارک ہاتھوں کا قائم کردہ ہے۔ جو ۱۹۱۱ء سے خلقِ خدا کی بے لوث خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ (جواب کیلئے جوابی لفافہ ضرور بھیجیں)
حکیم عبد الحمید مالک میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

خیالِ خاطرِ احباب
عزیز احباب کی خاطر مدارات، ہماری تہذیبی روایات کا
قیمتی سرمایہ ہے۔ مہمان نوازی کی روایات کو برقرار
رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مہمانوں کی خدمت میں شیزان
پیش کیجئے۔ شیزان تازہ پھلوں کا رس مزیدار بھی ہے
اور صحت بخش بھی!
مالٹا۔ آم۔ سیب۔ انار۔ آلو بخارا اور لیمو ٹیٹا
قدرتی ذائقوں میں دستیاب ہے۔
مہمان یا میزبان — سب کی پسند شیزان!
شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ — لاہور
شیزان